447

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔نومبر2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات خزانہ،ثقافت اور امداد باہمی)

I) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

II) غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

3۔ سرکاری کارروائی

4۔ زلزلہ پر عام بحث

449

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک 18-نومبر 2005

(یوم الجمع، 15-شوال المکرم 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 3 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَّا كَانَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ مِنۡ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ ٱللَّهُ لَهُۥۖ سُنَّةَ ٱللَّهِ فِي ٱلَّذِينَ خَلَوۡاْ مِن قَبۡلُۚ وَكَانَ أَمۡرُ ٱللَّهِ قَدَرٗا مَّقۡدُورًاo ٱلَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَٰلَٰتِ ٱللَّهِ وَيَخۡشَوۡنَهُۥ وَلَا يَخۡشَوۡنَ أَحَدًا إِلَّا ٱللَّهَۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبٗاo مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٖ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗاo يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرٗا كَثِيرٗاo وَسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلًاo

سُوۡرَةُ الأحزَاب آیات 38 تا 42

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی خدا کا یہی دستور رہا ہے۔ اور خدا کا حکم ٹھہر چکا ہےo اور جو خدا کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور خدا ہی حساب کرنے کو کافی ہےo محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہےo اے اہل ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کروo اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہوo

وماعلینا الاالبلاغo

سوالات (محکمہ جات خزانہ، ثقافت اور امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات خزانہ، ثقافت اور امداد باہمی کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 2555 ملک محمد اقبال چنڑ!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں اسی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ I will come back to you

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج محکمہ خزانہ کے سوالات ہیں لیکن وزیر خزانہ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ روزانہ اخبارات میں آرہا ہے کہ جب وزراء کا دن ہوتا ہے وقفہ سوالات ہوتا ہے تو۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ کا سوال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf سوال نمبر 2555۔ (معزز رکن نے ملک محمد اقبال چنڑ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2555 دریافت کیا)

کمپیوٹر الاؤنس کے اجراء میں امتیازی رویہ کا جواز

*2555: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ملازمین کے کمپیوٹر الاؤنس میں اضافہ کر دیا ہے مگر ابھی تک صوبہ پنجاب میں سابق شرح سے کمپیوٹر الاؤنس دیا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے مذکورہ مراسلہ کی پیروی کرتے ہوئے حکومت سندھ، سرحد اور بلوچستان نے کمپیوٹر الاؤنسز میں اضافہ کر دیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب میں کمپیوٹر الاؤنس فیڈرل گورنمنٹ و دوسرے صوبوں میں لاگو کمپیوٹر الاؤنس کے مطابق دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) سوال پنجاب حکومت سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ نمبر FD-SRI-28-1/2003 مورخہ 27-12-2004 کے ذریعے کمپیوٹر الاؤنس کو 450 سے بڑھا کر 750 روپے ماہانہ کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! In the presence of the Minister اگر منسٹر صاحب خود جواب دیں تو بہتر ہوگا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کوئی bar نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: bar نہیں ہے لیکن

This is the practice that when the Minister is here, the Parliamentary Secretary never answers. This is also a precedent.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں خود بھی تیاری کے ساتھ ہوں لیکن میں نے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ طے کیا تھا کہ وقفہ سوالات میں وہ جواب دیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہونی چاہئے۔ Both of them are present اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینا چاہتے ہیں تو وہ دے دیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 27-12-2005 کے ذریعے کمپیوٹر الاؤنس کو 450 سے بڑھا کر 750 روپے ماہانہ کر دیا ہے۔ تین سو روپے بڑھانا مناسب increase ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: مناسب increase کا determine کرنا ہے وہ محکمے پر depend کرتا ہے اور یہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم کتنا afford کر سکتے ہیں۔ اپنے resources کے مطابق ہم increase کرتے ہیں یا اپنے resources کے مطابق کسی چیز کو ختم کرتے ہیں۔ اس میں we are not bound کہ ہم اتنی رقم بڑھائیں یا وفاقی حکومت نے جتنا بڑھایا ہے ہم بھی اتنا ہی بڑھائیں۔ ہم نے اپنے resources کے مطابق سب کچھ کرنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! جز (الف) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ملازمین کے کمپیوٹر الاؤنس میں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں بلکہ فیڈرل گورنمنٹ کی direction پر کیا ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کے کمپیوٹر الاؤنس میں جتنا اضافہ کیا ہے کیا حکومت پنجاب نے اس کے مطابق اس الاؤنس میں اضافہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: اس اضافے کی تو میں نے explanation دے دی ہے۔ جو اضافہ ہم نے کیا ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے مطابق کیا ہے۔ جتنا انہوں نے کیا ہے ہم نے بھی اتنا ہی اضافہ کیا ہے اب یہ allowances at par ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf۔ سوال نمبر 2630 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2630 دریافت کیا)

سال 1990 سے 2003 تک وزراءاعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز اور اخراجات کی تفصیلات

*2630: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وزیراعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈ 1990 سے 2003 تک ہر وزیراعلیٰ کے علیحدہ علیحدہ کتنے تھے؟

(ب) متذکرہ ہر وزیراعلیٰ کے فنڈز کے خرچ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈ سال 1991 سے 2003 تک وزیر اعلیٰ کی علیحدہ علیحدہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر سال اور یجنل گرانٹ

سیریل نمبر	سال	اور یجنل گرانٹ
1۔	1990-91	25.000ملین
2۔	1991-92	25.000ملین
3۔	1992-93	25.000ملین
4۔	1993-94	30.000ملین
5۔	1994-95	30.000ملین
6۔	1995-96	30.000ملین
7۔	1996-97	30.000ملین
8۔	1997-98	30.000ملین
9۔	1998-99	30.000ملین
10۔	1999-2000	30.000ملین
11۔	2000-2001	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
12۔	2001-2002	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
13۔	2002-2003	15.000ملین
14۔	2003-2004	34.800ملین

(ب) ہر وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کے خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	سال	خرچ کی تفصیل
1۔	1990-91	30.000ملین
2۔	1991-92	37.000ملین
3۔	1992-93	24.196ملین
4۔	1993-94	30.000ملین
5۔	1994-95	41.500ملین
6۔	1995-96	27.452ملین
7۔	1996-97	27.452ملین
8۔	1997-98	27.452ملین
9۔	1998-99	27.452ملین

10۔	1999-2000	30.000ملین
11۔	2000-2001	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
12۔	2001-2002	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
13۔	2002-2003	15.000ملین
14۔	2003-2004	34.800ملین

(ج) وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ وزراء کے تنخواہوں، الاؤنسز اور استحقاق ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت قائم ہوا تھا اور اس کا استعمال اسی ایکٹ کے مطابق ہو رہا ہے، ایکٹ میں ترمیم صرف اسمبلی ہی کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 1975 کے وزراء ایکٹ کے تحت کیا صوابدیدی فنڈ کے لئے رقم وزیر اعلیٰ کے لئے fix ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: حقیقت میں صوابدیدی فنڈ کی رقم بجٹ میں fix کر دی جاتی ہے کیونکہ یہ صوابدیدی فنڈ ہے اور وزیر اعلیٰ اپنی مرضی کے مطابق اور ضرورت کے مطابق جتنا کسی کو دینا ہوتا ہے اتنا وہ دے دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1975 کا جو وزراء ایکٹ ہے اس میں کتنی رقم وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کے لئے fix کی گئی ہے۔ اس جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رقم fix نہیں ہے اسی لئے ہر سال رقم vary کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کی بھی اجازت ضروری ہے۔ House نے ان کو اجازت دی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سلسلے میں جو وزراء ایکٹ ہے اس میں لکھا ہے کہ کم از کم تین لاکھ روپے ہے۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ تین لاکھ کے بعد بھی اس میں کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو میرے خیال میں ہاؤس کی صوابدید پر منحصر ہے کہ House ان کو جتنے صوابدیدی فنڈز کی اجازت دے دے کیونکہ House کی منظوری کے بغیر تو وہ نہیں کر سکتے۔ اس میں enhancement کرنی ہو یا کمی کرنی ہو House کی اجازت سے ہو رہی ہے۔ آپ نے خود ہی ان کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔ اس ایکٹ میں ایسی بات نہیں ہے کہ House سے permission کی ضرورت ہے۔ صوابدیدی فنڈز کے سلسلے میں 1975 کا جو وزراء ایکٹ ہے اس میں انہوں نے کم از کم جو حد رکھی ہے وہ تین لاکھ روپے رکھی ہے۔ سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 25 ملین، 30 ملین، نیچے پھر لکھا ہوا ہے 24 ملین، 41 ملین لکھا ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنا کوئی چاہے گا خرچ کرے گا۔ ہم نہیں کہتے کہ وہ ایمانداری کے ساتھ خرچ نہیں کر رہے ہوں گے یا کوئی وزیر اعلیٰ بدنیتی سے بے ایمانی سے رقم خرچ کرنا چاہتا ہے۔ ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے۔ کم از کم انہوں نے حد رکھی ہے تین لاکھ روپے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت زیادہ سے زیادہ جتنا بھی یہ رکھنا چاہتے ہیں اس کی کوئی حد مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جیسا کہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس نے تصور تو کر لیا لیکن پتا نہیں جواب پڑھا بھی ہے یا نہیں۔ بات یہ ہے کہ نمبر ایک میں ہم نے لکھا ہے۔ اس کو ہم نے گرانٹ دی ہے 25 ملین اور جو اسی گرانٹ کا خرچ ہوا ہے وہ 30 ملین ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں ہم نے سپلیمنٹری گرانٹ میں 5 ملین حاصل کئے ہیں۔ اب رہی بجٹ کی بات اس میں یہ ہوتا ہے کہ جو ماضی کا تجربہ ہوتا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم future کا فیصلہ کرتے ہیں کہ ماضی میں کسی مد میں ہمیں کتنے پیسے کی ضرورت تھی اگر اس مد میں اس سال زیادہ پیسے خرچ ہوئے ہیں تو اگلے سال ہم زیادہ پیسے رکھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی منظوری یہ اسمبلی دیتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میرا سوال یہ تھا کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد بگو صاحب! آپ ماشاء اللہ اس معاملے میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ اپنے اختیارات کسی اور کے حوالے کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ جب اسمبلی کے پاس یہ اختیار ہے کہ جس کو چاہے، جیسے چاہے، جتنا کرے آپ اس کو محدود کر رہے ہیں۔ ایک طرف اسمبلی کو آپ کہتے ہیں کہ وسیع اختیارات دیئے جائیں جب وسیع اختیارات استعمال کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ کو یا کسی محکمے کو اجازت دیتی

ہے تو یہ اسمبلی کو credit جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوگا کہ اسمبلی کے اختیارات اسمبلی کے پاس ہی رہنے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال تو یہ ہے کہ چلیں اسمبلی نے ان کی رقم رکھی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ فنڈز کو محدود کریں گے تو پھر وہی بات ہے۔ پھر اسمبلی کس چیز کی مجاز ہوگی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ 1975 کا جو وزراء ایکٹ ہے صوابدیدی فنڈز سے متعلق انہوں نے جو کم از کم حد رکھی ہوئی ہے وہ تین لاکھ روپے رکھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کم از کم ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا اس سلسلے میں کہنے کا مقصد یہ ہے کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی ترمیم کر کے اس رقم کو fix کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ وزیر اعلیٰ کا جو صوابدیدی اختیار ہے اس کے لئے رقم fix کر دی جائے۔ اس سلسلے میں یہ کوئی rules لے آئیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ اتنی رقم خرچ کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کو fix کرنا ہی نہیں چاہئے۔ یہ بہتر ہے۔ آج یہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں کل آپ بھی ادھر بیٹھ سکتے ہیں۔ آپ کیوں اس میں پابندی لگاتے ہیں۔

معزز اراکین حزب اختلاف: آپ کی زبان مبارک ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جمہوریت ہے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ آگے چلیں سید احسان اللہ وقاص تشریف نہیں رکھتے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ سید احسان اللہ وقاص موجود نہیں ہے حالانکہ بہت محنت کرتے ہیں اور وہ موجود رہتے ہیں۔ وہ ملک میں ہیں یا ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! یہیں ہیں وزیر خزانہ سے گھبرا گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 3123 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3123 دریافت کیا)

سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ الاؤنس میں اضافے کا مسئلہ

*3123: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ متعدد سالوں سے freeze کر دیا گیا ہے اور تنخواہوں میں اضافہ کے ساتھ ہاؤس رینٹ میں اضافہ نہیں کیا جا رہا؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ اس کے تدارک کے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) جز (الف) کا جواب نفی میں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی پتا چلا ہے کہ انہوں نے ہاؤس رینٹ میں اضافہ کیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنا اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو fresh question بنتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں اتنی گزارش کروں گا کہ ٹوٹل اضافہ 134 فیصد ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی ایک تحریک التوائے کار پر کافی بحث ہوئی تھی اور جب وزراء اور دوسرے گورنمنٹ کے officials تھے ان کے ہاؤس رینٹ میں اضافہ کیا گیا تھا۔ اس وقت گورنمنٹ کا categorically یہ موقف تھا کہ واقعی ہی غالباً 1990 یا 1992 سے یہ ہاؤس رینٹ freeze ہے۔ یعنی تنخواہ میں اضافہ ہوتا رہا ہے لیکن ہاؤس رینٹ وہیں پر freeze ہوا ہے۔ اب انہوں نے altogether ایک different جواب دے دیا ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یا تو یہ جواب غلط ہے۔ اگر انہوں نے check کیا ہے تو پھر یہ بتا دیں کہ 1990 کے بعد سکیل ایک سے لے کر 16 تک کتنا کتنا اضافہ ہوا ہے؟ یہ quite relevant چیز ہے۔ ویسے میری information یہ ہے کہ یہ اضافہ نہیں ہوا، یہ freeze ہے۔ آج سے تین مہینے پہلے یہ بات debate ہوئی تھی اور وزیر خزانہ نے یہ بات catagorically کہی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! پہلی دفعہ discussion ہوئی تھی تو اس وقت یہ بات نہیں تھی۔ اب یہ جولائی 2005 سے شروع ہوا ہے اور اس سے اضافہ ہو گیا ہے اور اگر یہ چاہیں تو میں مزید انہیں بتا دیتا ہوں کہ جیسے کہ پہلے بتایا ہے یہ 1991 کے پے سکیل کے مطابق دیا جارہا تھا اس وقت یکم جولائی 2005 سے یہ پے سکیل 2005 کے مطابق دیا جارہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات تو اب درست ہو گئی کہ 1991 سے لے کر جولائی 2005 تک یعنی وہ 15 سال freeze رہا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ اس کا جواب دیتے وقت اس کی یہ تفصیل بیان کرتے اور صرف "یہ درست نہ ہے" تین لفظوں میں جواب نہ دیتے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود فرمایا ہے کہ 15 سال سے یہ ہاؤس رینٹ ان غریب ملازمین کا freeze تھا۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ جولائی میں انہوں نے جو اضافہ کیا ہے۔ کیا اس تنخواہ کے مطابق کیا ہے جس ratio سے تنخواہ 1991 سے لے کر جولائی 2005 تک بڑھی ہے اس کے مطابق کیا ہے اور جو 15 سال کا بقایا جات ہے اس کے متعلق گورنمنٹ کا کیا خیال ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! ہم نے پہلے بھی بتایا کہ یہ اسی کے مطابق بڑھا ہے۔ آپ جو 15 سال پہلے کا کہہ رہے ہیں اس وقت اگر یہ چیز نہیں تھی تو نہیں تھی۔ اب جب ہم نے یہ چیز شروع کی ہے تو یکم جولائی 2005 سے اضافہ کر دیا گیا ہے اور میں یہ بھی آپ کے نوٹس میں لا چکا ہوں کہ یہ اضافہ 134 فیصد average ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کی سچائی اور ان کے سوالات کے جوابات دینے کا یہ ملاحظہ فرما لیں۔ یہ سوال 2003-09-31 کو دیا گیا تھا، جواب 2003-10-10 کو آیا ہے۔ انہوں نے اس وقت جو جواب دیا تھا اس میں انہوں نے کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے" اس کا مطلب ہے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری آج بات کر رہے ہیں، وہ درست نہیں ہے یا تو وہ جھوٹ ہے یا جو آج بات کر رہے ہیں وہ جھوٹی ہے۔ یہ جواب جب دیا گیا تھا تو انہوں نے اسے اس وقت freeze کیا ہوا تھا۔ آنا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ درست ہے کہ یہ freeze ہے لیکن انہوں نے 2003 کو جو جواب دیا ہے اسی سال یہ جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔ اب یہ مجھے فرما دیں کہ انہوں نے یہاں پر جو بات کی ہے یہ درست ہے یا جو بات یہ آج کر رہے ہیں یہ درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! کئی دفعہ ان دوستوں کی طرف سے یہ question اٹھایا گیا ہے کہ کوئی بھی جواب ہو وہ updated ہونا چاہئے۔ ہم نے انہیں جو جواب دیا ہے اور انہوں نے 3 سال پہلے سوال پوچھا ہے تو جواب ہم نے up to date دینا ہے اور یہ جواب up to date ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اگر جواب up to date دینا تھا تو اس میں amend کرتے ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! بگو صاحب غلط پڑھ رہے ہیں۔ یہ جواب 15-11-2005 کو آیا ہے۔ بگو صاحب اسمبلی سے سوال ترسیل کرنے کی date پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک چیز حکومت نے کر دی ہے اور وہ اچھی چیز ہے کہ انہوں نے ہاؤس رینٹ بڑھا دیئے ہیں یا انہوں نے الاؤنسز بڑھا دیئے ہیں تو .It should be appreciated اگلا سوال ہے محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ طاہرہ منیر: On her behalf۔ سوال نمبر 3381 (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3381 دریافت کیا)

محکمہ سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو ملنے والی مالی سہولت کا دیگر محکموں کے لئے بھی اجراء

*3381: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ محنت کے زیر کنٹرول سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو سکیل وار ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت مہیا تھی کس حکم کے تحت؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ میں یہ سہولت واپس لے لی گئی ہے تو کس نوٹیفکیشن کے تحت؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ ملازمین کو سکیل وار ہاؤس ریکوزیشن کے برابر سہولت دے کر ان کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا ہے جبکہ محکمہ محنت اور پنجاب کے دوسرے محکموں کو اس سہولت سے محروم رکھا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو دی جانے والی مالی سہولت کے برابر پنجاب کے دوسرے ملازمین کو بھی مالی سہولت دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ محنت کے زیر کنٹرول سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت P.E.S.S.I کے انتظامی حکم نامہ نمبر/(SS-Admn-IX(1170 3466/97 مورخہ 01-03-1997 کے تحت میسر تھی۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ یہ سہولت کچھ عرصہ بعد P.E.S.S.I کے انتظامی حکم نامہ نمبر SS-Admn-IX(1170)/97/1420 مورخہ 26-06-2002 کے تحت واپس لے لی گئی تھی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ P.E.S.S.I ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے Pay & Allowances کے قواعد وضوابط بنانے کا مجاز ہے۔ P.E.S.S.I کے ملازمین کو تنخواہ Pay Scale & Allowances Regulations کے تحت دی جا رہی ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 45 فیصد (بڑے شہروں میں) اور بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد (باقی شہروں میں) دیا جا رہا ہے۔ یہ پالیسی ان تمام خود مختار اداروں پر لاگو ہوتی ہے جنہوں نے حکومت کی پے سکیل سکیم 2001 اختیار کی ہے۔ حکومت اس سکیم کو بدلنے کا فی الوقت کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ حکومت پنجاب سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو دی جانے والی مالی سہولت کے برابر پنجاب کے دوسرے ملازمین کو مالی سہولت دینے کی پابند نہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ P.E.S.S.I ایک خود مختار ادارہ ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں جز (ج) کا جو جواب دیا گیا ہے کہ حکومت اس سکیم کو بدلنے کا فی الوقت کوئی ارادہ نہیں رکھتی تو اب جبکہ مہنگائی بہت زیادہ ہو چکی ہے تو کیا اب حکومت تنخواہوں کے پے سکیل اور دیگر الاؤنسز میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں محترمہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے اس سوال یا پھر اس سوال کے جواب کو اچھی طرح نہیں پڑھا۔اس میں بالکل صاف لکھا ہوا ہے کہ جہاں تک P.E.S.S.I کے Pay and Allowances کا تعلق ہے وہ ایک خود مختار ادارہ ہے انہوں نے خود اس میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔اس میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ صرف ہمیں inform کرتے ہیں باقی سارا کام وہ خود کرتے ہیں۔ باقی اس کا جواب بالکل clear ہے کہ حکومت کا ارادہ ہے یا نہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کا جواب لکھا ہے کہ کونسی وجوہات تھیں یا عوامل تھے جن کی بنا پر انتظامی حکم جاری کرکے وہ سہولت واپس لی گئی حالانکہ سہولت جو ایک دفعہ دی جائے واپس لینا بڑا مشکل ہے اور ایک غیر انسانی سا کام ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انہوں نے کیوں کا لفظ پڑھا ہے اور پوچھا ہے۔ ہم نے اس جواب میں بتایا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ یہ سہولت کچھ عرصہ P.E.S.S.I کے انتظامی حکم نامہ کا نمبر دیا ہے، باقاعدہ reference دیا ہے اور تاریخ دی ہے اس کے تحت واپس لے لی گئی تھی۔اب یہ مزید کیا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ حکم نامہ واپس لینے کی وجوہات کیا تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں نے یہ بتایا ہے کہ ہمیں تو P.E.S.S.I نے بتایا ہے کہ ہم نے اس حکم کے تحت یہ واپس لے لی ہیں تو وہ خود مختار ادارہ ہے، وہ جانے اور ان کا کام جانے۔ جو سوال P.E.S.S.I کے متعلق ہے وہ P.E.S.S.I سے پوچھیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہ کون سے عوامل یا وجوہات تھیں جن کی بنا پر یہ سہولت ختم کی گئی۔ یہ تو ہر چٹھی پر لکھا جائے گا کہ اس کو فلاں چٹھی کے تحت withdraw کیا گیا ہے لیکن وہ کونسی وجوہات یا عوامل تھے جن کی بنا پر یہ سہولت ختم کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں ان کے ضمنی سوال کے جواب میں ان کا اپنا سوال ہی پڑھ دیتا ہوں انہوں نے کہا ہے۔

(ب) "کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ میں یہ سہولت واپس لے لی گئی ہے تو کس نوٹیفکیشن کے تحت۔"انہوں نے نوٹیفکیشن پوچھا ہے۔ ہم نے نوٹیفکیشن انہیں بتا دیا۔ انہوں نے وجوہات نہیں پوچھیں اگر یہ وجوہات پوچھتے تو شاید ہم اس کا بھی جواب دے دیتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ میرا آئینی حق ہے کہ میں کسی سوال کے جواب سے متعلق ضمنی سوال کر کے اس سے متعلقہ کوئی چیز پوچھ لوں۔ میں صرف وہ وجوہات، وہ عوامل پوچھنا چاہتا ہوں جن کی بنا پر یہ نوٹیفکیشن جاری کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں بنتا کیونکہ ان کا main questionنوٹیفکیشن کی نشاندہی ہے۔ ہم نے نوٹیفکیشن کی نشاندہی کر دی ہے اگر یہ عوامل پوچھتے تو ہم انشاء اللہ عوامل کا جواب بھی دیتے اگر انہیں شوق ہے تو یہ fresh questionکر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات صحیح ہے جو سوال پوچھا ہے انھوں نے اس کا جواب دے دیا ہے لیکن آپ جو پوچھنا چاہتے وہ نیا سوال بنتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ نوٹیفکیشن ہوا ہے یہ اس نوٹیفکیشن کی کاپی فراہم کر دیں۔ اس میں they must have assigned some reasonsکہ ہم نے یہ facilityواپس کیوں لی ہے تاکہ ہم دیکھ لیں کہ under which Rule اس میں انھوں نے کیا کہا ہے۔

جناب والا! آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ اس کا تعلق پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی سے ہے تو یہاں لیبر کا پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر ہوں گے وہ بتا دیں کہ کیا وجوہات تھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت لیبر منسٹر موجود نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہی ہے کہ راجہ بشارت صاحب نے محنت کی ہے تو اس وقت 30/35 لوگ موجود ہیں۔ ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ وزیر تو حاضر ہوتے ہی نہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ:

You must find out the reasons that whether there is frustration; whether they don't share power, whether they don't assets

کیا وجوہ ہیں کہ یہ آ نہیں رہے۔ آپ مہربانی کریں کہ اعجاز سماں کا یہ بڑا valid point ہے کہ کیا وجوہات تھیں کہ ان کی facility withdraw ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں ان کے علم میں مزید یہ لانا چاہتا ہوں کہ P.E.S.S.I نے 2002 میں نئے pay scale اختیار کئے تھے اس لئے جو P.E.S.S.I کے governing board نے پہلے pay scale ختم کر دیئے تھے۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ میں نے یہ entirely جو جواب دیا ہے یہ بھی P.E.S.S.I کی طرف سے ہی ہے، اسی نے یہ قدم اٹھایا ہے اگر یہ ہم سے وجوہات پوچھتے ہیں تو ہم وجوہات بھی دینے کے لئے تیار ہیں یہ fresh question کریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ہم جو بھی بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ fresh question کریں۔ اس وقت سوال یہ ہے کہ اگر یہ وہ وجوہات نہیں بتائیں گے تو یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ اور ہم لوگوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: In any case آپ اس چیز کو نوٹ کر لیں اور اس بارے میں معزز ممبر کو اعتماد میں لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جی، ضرور لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 3382 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے، موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3830 میاں خالد محمود صاحب کا ہے، موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4831 جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا ہے، موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال 5888 جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf سوال نمبر 5988 (معزز رکن نے جناب سمیع اللہ خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5988 دریافت کیا)

پنجاب آرٹس کونسل لاہور، بورڈ آف گورنرز اور
ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*5988: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد کتنی ہے۔ کیا اس وقت کوئی بورڈ موجود ہے اگر ہے تو اس کا کون کون ممبر ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) مذکورہ بورڈ کی سال میں کتنی میٹنگز ہوتی ہیں اور کتنی ہونی چاہئیں، آخری میٹنگ کب ہوئی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کے عہدے اور گریڈ کیا ہیں۔ تفصیل بیان کی جائے؟

(د) اس وقت پنجاب آرٹس کونسل لاہور میں تعینات ملازمین کے نام، عہدے اور گریڈ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ثقافت:

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد تین سال ہوتی ہے، اس وقت بورڈ موجود نہیں کیونکہ سابق بورڈ مورخہ 29۔ مئی 2001 کو تشکیل دیا گیا تھا جو کہ اپنی تین سالہ مدت مکمل کر کے مورخہ 29۔ مئی 2004 کو ختم ہو چکا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کی تشکیل نو کے لئے Summary وزیر اعلیٰ کی منظوری کے لئے بھجوادی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کونسل آف دی آرٹس ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت بورڈ آف گورنرز کی میٹنگز منعقد کرنے کی کوئی تعداد متعین نہیں تاہم سال میں ایک دو میٹنگز منعقد ہوتی ہیں اور آخری میٹنگ مورخہ 2002-4-3 کو منعقد ہوئی تھی۔ اس سلسلے میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ سابق بورڈ آف گورنرز جن دنوں تشکیل دیا گیا تھا اس وقت اسمبلیاں وجود میں نہیں آئی تھیں اور اس طرح اس کی ممبر شپ میں ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت مطلوبہ پانچ ارکان پنجاب اسمبلی شامل نہ تھے، ماہ اکتوبر 2002 میں جب منتخب پنجاب اسمبلی دوبارہ وجود میں آئی تو اس قانونی تقاضے کو پورا کرنے اور سابق بورڈ آف گورنرز میں پانچ ممبران پنجاب اسمبلی شامل کرنے کے لئے معاملہ حکومت پنجاب کو مورخہ 14۔ جنوری 2003 کو بھجوادیا

گیا تھا۔ یہ معاملہ ابھی مجاز حکام کے زیر غور تھا کہ اسی دوران مورخہ 29۔ مئی 2004 کو بورڈ کی تین سالہ مدت بھی مکمل ہو گئی اس طرح مورخہ 3۔ اپریل 2002 کے بعد بورڈ آف گورنرز کا مزید اجلاس منعقد نہ ہو سکا۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کا موجودہ بورڈ آف گورنرز فی الحال تشکیل کے مراحل میں ہے، سابق بورڈ جو کہ مورخہ 29۔ مئی 2004 کو اپنی مقررہ میعاد پوری کر چکا ہے کے ممبران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب آرٹس کونسل صدر دفتر لاہور میں اس وقت تعینات ملازمین کی تفصیل مع نام، عہدہ اور گریڈ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب ہے کہ اس وقت بورڈ موجود نہیں ہے۔ یہ تین سال بعد 29۔ مئی 2004 کو ختم ہو گیا تھا۔ اس کو ختم ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ بورڈ آف گورنرز کی منظوری کے لئے سمری وزیر اعلیٰ کے پاس گئی ہوئی ہے۔ اس سمری کی کیا پوزیشن ہے، دوسرا سوال یہ ہے کہ جو پانچ ارکان اس اسمبلی کے شامل ہوتے ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: پہلے یہ بورڈ آف گورنر بنا تھا تو اس وقت اسمبلیاں نہیں تھیں۔ بورڈ آف گورنر میں پانچ ایم۔ پی۔ ایز کا ہونا ضروری ہے، سمری وزیر اعلیٰ کے پاس بھجوا دی گئی ہے جب وہ واپس آئے گی تو ان اراکین کے نام رانا صاحب کو بھجوا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: میرا سوال ہے کہ جو سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو گئی ہے اس سمری میں ان کی کیا تجاویز ہیں اور اس کی اس وقت کیا پوزیشن ہے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جب سمری واپس آئے گی تو میں رانا صاحب کو بتا دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر کو یہ ہی نہیں پتا کہ سمری کیا گئی ہے، آپ دیکھیں کہ کہہ رہے ہیں کہ جب واپس آئے گی تو میں بتاؤں گا۔ This is very unfair کہ ایک منسٹر کو یہ علم نہیں ہے کہ اس کی سمری کیا گئی ہے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میں نے کیا سمری بھیجی ہے جب وہ واپس آئے گی تو میں آپ کو دکھا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے واضح کر دیا ہے۔ اس لئے آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ان کو bail out کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر آپ دیکھ لیں کہ کل نجف سیال نے کچھ کہا تھا۔ اس پر مجھے افسوس ہے کہ کسی وزیر نے اٹھ کر یہ نہیں کہا کہ وہ کیا کہتا رہا ہے۔ ہمیں آپ کو defend کرنا پڑا ہے۔ آپ وزراء بیٹھے تھے، آپ منتخب ہو کر آئے ہیں آپ کو چاہئے تھا کہ آپ کہتے کہ ہم اپنے محکمے میں صحیح کام کر رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: یہ ہماری اپنی پارٹی کا معاملہ ہے۔ آپ اپنے حالات ٹھیک کریں۔ پہلی لائن میں چار بندے بیٹھے ہیں۔ آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم شروع سے آتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اپنا حال دیکھ لیں کہ آپ کے پیچھے کتنے لوگ بیٹھے ہیں اگر رانا ثناء اللہ صاحب اور بگو صاحب نہ ہوں تو اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بورڈ آف گورنرز ڈیڑھ سال سے ٹوٹا ہوا ہے۔ میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ یہ کب تک بورڈ کو تشکیل دے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سمری گئی ہوئی ہے اس کے آنے کے بعد تشکیل دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ حکومت کا حصہ ہیں حکومت ان کی ہے سمری بھی انھوں نے منگوانی ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ سے بطور وزیر یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ یہ بورڈ آف گورنرز ٹوٹا ہوا ہے یہ اہم ادارہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سمری کو جتنی جلد منگوا سکتے ہیں منگوا لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ بتادیں کہ کب تک کر دیں گے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو دو تین دفعہ درخواست بھجوائی ہے انشاء اللہ ڈیڑھ دو مہینے تک سمری واپس آ جائے گی اور بورڈ آف گورنرز بن جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ڈیڑھ دو مہینے کی بات کیوں کرتے ہیں۔ اس کو جتنی جلد ہو سکے اس کی کوشش کریں۔ اگلا سوال نمبر 6404 ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کا ہے، وہ موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6514 محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 6514

سرکاری ملازمین کے لئے رہائش کی Requisition کرنے کی سکیم کا اجراء

*6514: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان نے وفاقی ملازمین کو Self Hiring Residential Accommodation کی پالیسی کے تحت رہائشی مکانات کی requisition کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا پالیسی کے تحت سندھ گورنمنٹ اور سرحد گورنمنٹ نے اپنے اپنے ملازمین کو بھی رہائشی مکانات کی requisition کی سہولت دی ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کو مندرجہ بالا پالیسی کے تحت سہولت نہ دی ہے جبکہ پنجاب کے بعض شہروں مثلاً لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد وغیرہ میں رہائشی مکانات کے کرایہ جات زیادہ ہونے کی وجہ سے ملازمین کی پہنچ سے باہر ہیں اور جو کرایہ ان کو دیا جاتا ہے اس میں سے مکان کا کرایہ دینا دشوار ہے اور ملازمین کو اپنی جیب سے ادا کرنا پڑتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب بھی وفاقی حکومت، سندھ اور سرحد حکومتوں کی طرح اپنے ملازمین کو مذکورہ پالیسی کے تحت مکانات کی requisition کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب سے متعلق نہ ہے۔

(ج) سہولت نہ دینے کی حد تک یہ درست ہے تاہم 2005 کے نئے پے سکیلز کے تحت کرایہ مکان الاؤنس میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

(د) حکومت اپنے وسائل کے پیش نظر ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دینے کی پوزیشن میں نہیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب سے متعلق نہ ہے اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب سندھ اور سرحد گورنمنٹ اپنے اپنے ملازمین

کو رہائشی مکانات کی ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے تو پنجاب گورنمنٹ کا اپنے ملازمین کو یہ سہولت نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! یہ صوبوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ کچھ ہدایات ایسی ہوتی ہیں جو صرف ہدایات ہوتی ہیں، وہ صوبائی حکومت پر binding نہیں ہوتیں۔ اس کا فیصلہ ہم اپنے حالات اور اپنے وسائل کے مطابق کرتے ہیں اس لئے اس کو منظور نہیں کیا گیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بڑا سادہ معاملہ ہے کہ ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت سرحد، سندھ اور وفاقی حکومت میں حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اب کوئی ایسی سہولت ملازمین کو وفاق میں یا صوبہ سندھ میں یا صوبہ سرحد میں حاصل نہیں ہے جو پنجاب میں نہ ہو۔ یعنی یہ similarity پورے ملک میں ہے کہ ملازمین کو جو سہولت وفاق میں حاصل ہوتی ہے یا دوسرے صوبوں میں حاصل ہوتی ہے اس کے مطابق ہی پنجاب میں یا دیگر صوبوں میں ہوتی ہے۔ اس میں انھوں نے صرف اتنی بات کہہ دی ہے کہ ہم اپنے حالات کی وجہ سے یہ سہولت نہیں دے سکتے۔ یہ کم از کم House کو آگاہ کریں اور اعتماد میں لیں کہ وہ کون سے ایسے بُرے حالات ہیں کہ جس کی وجہ سے پنجاب کے ملازمین صوبہ سندھ، صوبہ سرحد اور وفاق کے ملازمین کے برابر نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: ہم نے 134 فیصد بڑھا دیا ہے، اس میں ساری باتیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں ان کے علم کے لئے بتا دوں کہ پنجاب حکومت نے یہ پالیسی نہیں اپنائی، حکومت بلوچستان نے بھی یہ پالیسی نہیں اپنائی، حکومت سرحد نے جزوی طور پر اپنائی ہے اور یہ سہولت صرف پشاور اور ایبٹ آباد کی میونسپل حدود میں میسر ہے۔ حکومت سندھ نے یہ سہولت صرف سندھ کے سیکرٹریٹ کے ملازمین تک محدود رکھی ہے تو اس میں ہم کوئی اکیلے نہیں ہیں لیکن باوجود اس بات کے ہم تمام ضروریات کا جائزہ لیتے ہوئے calculation کر کے ہم نے جو اوسطاً 134 فیصد بڑھایا ہے اس میں یہ ساری چیزیں اپنے آپ cover ہو جاتی ہیں اس لئے ہمارے ملازمین کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور جو بہت اہم information ہے وہ بھی میں دیتا چلوں کہ پنجاب کے ملازمین کی تعداد آٹھ لاکھ 75 ہزار 41 ہے، وفاق کے ملازمین کی تعداد 3 لاکھ 98 ہزار 307 ہے اس لئے ہمارے حالات کافی جگہوں پر کافی مد میں وفاق اور دوسرے صوبوں سے different ہیں اس لئے ہم فیصلہ اپنے حالات کے مطابق کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں دیکھیں کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ انہوں نے صرف کراچی اور پشاور میں اضافہ کیا ہے تو سوال میں بھی یہی پوچھا گیا ہے کہ بڑے شہروں میں مکانوں کا کرایہ ملازمین کی پہنچ میں نہیں ہے اور اب یہ کہتے ہیں کہ 134 فیصد اضافہ ہے۔ اس کے باوجود گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 16 تک جو اضافہ ہوا ہے اس میں کوئی ملازم لاہور میں ایک کمرے کا مکان بھی کرایہ پر نہیں لے سکتا۔ سوال میں بھی یہی پوچھا گیا ہے کہ اگر پشاور یا کراچی میں ہے تو پنجاب حکومت جو بڑے شہر ہیں جہاں پر مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے اس کے متعلق وہ غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ دوسرا انہوں نے جو ملازمین کی آٹھ لاکھ تعداد کی بات کی ہے تو پنجاب 60 percent of Pakistan ہے۔ اب اس کی آبادی اور ڈیپارٹمنٹ کے حساب سے ملازمین کی تعداد ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ پنجاب کے ملازمین فارغ بیٹھے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کر رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں۔ رانا صاحب اپنے دماغ میں باہر سے سوال لے کر آئے ہیں وہی جواب آ رہا ہے وہ جواب کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ تمام factors جو رانا صاحب نے mention کئے ہیں they were taken into account. جب ہم نے ٹوٹل 134 فیصد بڑھایا ہے تو یہ مہنگائی اور ساری کی بیشی ڈال کر ہم نے ایک average figure نکالی ہے کہ اگر ہم رینٹ الاؤنس 134 فیصد بڑھا دیں تو اس سے سارے economic grievances پورے ہو جائیں گے اس لئے اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم نے سوچا اور سمجھا نہیں ہے۔ ہم اپنا پورا home work کر کے پھر اس average پر پہنچے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ 134 فیصد جو انہوں نے بڑھایا ہے وہ تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے as a lumpsum رقم دی ہے تاکہ اس سے کچھ نہ کچھ ان کی اشک شوئی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے جو کہا ہے کہ ہم نے بہت زیادہ غور و فکر فرمایا ہے۔ میری بات اس جواب سے واضح ہو جائے گی، میرے پاس ready reference نہیں ہے، یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس ہوگا۔ یہ مجھے بتا دیں کہ اس وقت گریڈ 11 کے ملازم کے ہاؤس رینٹ کی amount کتنی ہے اس سے واضح ہو جائے گا کہ آیا لاہور، فیصل آباد، ملتان یا راولپنڈی میں اس amount میں مکان easily available ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس پر کہتے ہیں کہ اس رینٹ سے وہ چیز پوری تو نہیں ہو سکتی لیکن کسی حد تک ان کی help ہو سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! حد کا اندازہ لگانے کے لئے آپ ان سے فرمادیں کہ گریڈ 11 کا موجودہ ہاؤس رینٹ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: سکیل 11 میں 574 روپے پہلے تھے اب 134 فیصد بڑھا کر یہ 1341 روپے ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ گریڈ 11 کے لئے ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جی، یہ گریڈ 11 کے لئے ہے جو رانا صاحب نے کہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اگر لاہور میں 1300 روپے میں کسی محلے میں کوئی مکان فیملی کے رہنے کے لئے مل سکتا ہے؟ تو یہ فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ بات تو مانتے ہیں کہ 1300 روپے انہوں نے ایک قسم کی substantional amount دی ہے تاکہ کچھ نہ کچھ ان کی help ہو سکے۔ جیسے رانا صاحب نے تجویز دی ہے، کوشش کی جائے کہ آئندہ بجٹ میں اس کو مدنظر رکھا جائے تاکہ مزید ان کی اشک شوئی ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: انشاء اللہ آئندہ کے حالات بہتر سے بہتر ہو جائیں گے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سہولت نہ دینے کی حد تک درست ہے اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں میں رہائشی مکانات کے کرایہ جات زیادہ ہونے کی وجہ سے ملازمین کو اپنی جیب سے زیادہ کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے تو حکومت اس کے حل کے لئے کیا اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ ایک ہی سوال ہے جو آپ نے یا رانا صاحب نے کیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6572 شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: On his behalf سوال نمبر 6572۔(معزز رکن نے شیخ عزیز اسلم کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6572 دریافت کیا)

صوبہ میں تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز لوکل فنڈ آڈٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6572: شیخ عزیز اسلم: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں اس وقت تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز، لوکل فنڈ آڈٹ کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ڈویژنل ڈائریکٹرز کے خلاف کن کن وجوہات کی بناء پر کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) ان میں سے کتنے افسران عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں اور ان کو تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) صوبہ میں تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز لوکل فنڈز آڈٹ کے نام اور تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	تعیناتی
1۔ سید صابر حسین شاہ	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	لاہور
2۔ مسٹر منظور احمد خادم	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	فیصل آباد
3۔ مسٹر بدر منیر	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	سرگودھا
4۔ مسٹر طارق اسد بٹ	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	گوجرانوالہ
5۔ مسٹر شاہد حسین زیدی (Officiating)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	ڈی جی خان
6۔ مسٹر خالد محمود الحسن (Officiating)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	ملتان
7۔ مسٹر افتخار الدین (Officiating)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	بہاولپور
8۔ محمد اکبر نوید (Current Charge)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	راولپنڈی
9۔ محمد معظم (Current Charge)	ڈویژنل ڈائریکٹر، حالیہ ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آڈٹ L.D.A (T.E.P.A)	لاہور

(ب) ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ فیصل آباد کے خلاف F.I.R No.040178 تھانہ A.C.E لاہور 96-1993 مورخہ 08-09-2000 کے تحت مقدمہ انٹی کرپشن کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ڈویژنل ڈائریکٹر کے خلاف اس وقت کوئی محکمانہ

کارروائی زیر عمل نہ ہے۔

(ج) اس وقت کسی بھی ڈویژنل ڈائریکٹر کا تعیناتی کا عرصہ تین سال سے زائد نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جز (ب) ملاحظہ فرمائیں کہ ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ فیصل آباد کے خلاف ایف آئی آر نمبر 040178 تھانہ A.C.E لاہور 96-1993 مورخہ 2000-09-08 کے تحت مقدمہ انٹی کرپشن کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ڈویژنل ڈائریکٹر کے خلاف اس وقت محکمانہ کارروائی زیر عمل نہ ہے۔ یہ فرمادیں کہ یہ مقدمہ جو انٹی کرپشن کی عدالت میں اتنے طویل عرصے سے زیر سماعت ہے اس کا end result کیا ہے۔ کیا اس ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ فیصل آباد کے خلاف کوئی conviction ہو چکی ہے یا وہ مقدمہ ابھی تک pending ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے یہ عرض کروں گا کہ جب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔ جب وہ زیر سماعت ہے تو اس کا فیصلہ زیر سماعت ختم ہونے پر ہی ہوگا۔ ابھی تو اس کی سماعت ہو رہی ہے، اب سماعت جو محکمہ کر رہا ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ ہم ان کو بار بار کہتے ہیں کہ آپ اس کا جلدی فیصلہ کریں لیکن ہم کسی عدالت یا ٹریبونل کو اتنا press نہیں کر سکتے کہ وہ دو دن میں ہمیں فیصلہ دے دے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ زیر سماعت ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں اور ان کا جواب یہی ہے کہ یہ زیر سماعت ہے۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر ڈیپارٹمنٹ مل کر مقدمات دس دس سال تک ان کا فیصلہ نہیں ہونے دیتے تو کیا یہ ایسے measures اختیار کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اس مقدمے کو یہ جلدی نمٹانے کی کوشش کریں گے اور کب تک اس کا فیصلہ متوقع ہے، میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں جو کونسل ہائر کیا ہوا ہے اس کو انہوں نے کیا fee دی ہے، ان کا کیا status ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تو سرکاری وکیل پیش ہوتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس میں 125 ریگولر ہیں۔ ملتان، بہاولپور، راولپنڈی اور لاہور کے جو ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ہیں یہ سارے officiating ہیں اور یہ current charge پر ہیں، حکومت کب تک regular basis پر وہاں appointment کرے گی یا ان کی D.P.C بھی ہونی ہے۔ اس میں کیا وجوہات ہیں کہ آپ نے officiating اور current charge پر لوگوں کو لگایا ہوا ہے، کب تک حکومت ان کو regularize کرے گی اور proper لوگ وہاں پر appoint ہوں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! جو سوال پوچھے گئے ہیں ان کے ساتھ اس بات کا کوئی تعلق نہیں ہے، ان کی appointment وغیرہ کا اس سوال میں بالکل نہیں پوچھا گیا۔ ہم سے یہ پوچھا گیا ہے کہ کون کونسے ڈائریکٹر ہیں ہم نے ان کے نام دے دیئے ہیں، کسی کے خلاف اگر کوئی مقدمہ چل رہا ہے تو اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔ appointment کے متعلق ضمنی سوال نہیں بنتا یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ اس سے متعلق سوال کریں ہم انشاء اللہ اس کا بھی جواب دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا typical اور for-state سا جواب دے رہے ہیں۔ میں نے بڑا relevant سوال کیا ہے کہ What are the reasons? کہ آپ نے officiating and current charge پر لگائے ہیں۔ کیا آپ کے پاس regular officers موجود نہیں ہیں یا اگر ہیں تو ان کو آپ کب تک promote کریں گے۔ میں تو ملازمین کی بات کر رہا ہوں، good governance کی بات کر رہا ہوں کہ آپ نے کیوں current charge اور officiating پر لگائے ہوئے ہیں؟ آپ مہربانی کر کے ان کی D.P.C کر کے ان کو پروموٹ کر دیں اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ میں fresh question کروں۔ میں نے وہاں پر کوئی ڈی۔ جی نہیں لگنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ لاہور چھوڑ کر وہاں نہیں جانا چاہتے اور جو وہاں کے مقامی ہوتے ہیں ان کو officiating لگانا پڑتا ہے کیونکہ اکثر لوگ لاہور اور بڑے بڑے شہروں میں تعینات ہوتے ہیں وہ لاہور یا بڑے شہروں کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے کام تو چلانا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر شہر چھوڑنا نہیں چاہتے تو کیا یہ حکومت کا point of view غلط نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ جیسے شرفاء اور دوسرے شرفاء بھی کہتے ہیں کیا کریں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب! ہمارے کہنے پر تو سپاہی کا تبادلہ نہیں ہوتا آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے میں آپ کی بات سمجھتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! rules کے مطابق آپ تین سال کے بعد تبادلہ کر سکتے ہیں۔ آپ تبادلہ کریں اور وہ آپ کے احکامات کو comply نہ کرے تو آپ اس کو فارغ کر سکتے ہیں، معطل کر سکتے ہیں اور اس کو آپ E&D رولز کے تحت proceed کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! in any case آپ کی بات valid ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں یہ fresh question بنتا ہے۔ اس کے باوجود میں پارلیمانی سیکرٹری کو ہدایت کروں گا کہ وہ اس چیز کو دیکھ لیں، اس کو نوٹ کر لیں اور اپنے ڈیپارٹمنٹ سے وضاحت پوچھ لیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اگلا سوال نمبر 6916 ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6917 بھی ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6985 سید مجاہد علی شاہ صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: On his behalf سوال نمبر 6985 (معزز رکن نے سید مجاہد علی شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6985 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزارت ثقافت کی کارکردگی اور 05-2004 میں آرٹس سنٹرز کے ہالوں سے ہونے والی آمدن و خرچ کی تفصیل

*6985: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الحمرا آرٹس سنٹر لاہور میں 05-2004 میں ہالز کی بکنگ کی مد میں کتنی آمدنی ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے تفصیل فراہم کریں؟

(ب) وزارت ثقافت پنجاب مذکورہ بالا ہالز کی آمدنی بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) حکومت کو وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر ثقافت:

(الف) سال05-2004 میں الحمرا ہالز میں ڈرامہ، موسیقی اور دیگر مذہبی، تعلیمی اور ادبی پروگراموں کے انعقاد سے1,14,06,105روپے کی آمدنی ہوئی اور40,98,656 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) پنجاب میں سٹیج ڈراموں کے گرتے ہوئے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے لاہور آرٹس کونسل نے معیاری/فیملی ڈراموں کی ترویج و ترقی کے لئے ڈرامہ آرٹسٹوں اور سینئر پروڈیوسرز کی توجہ کے لئے الحمرا ہالوں کے منظور شدہ(Rates) میں33 فیصد کمی کر دی تاکہ کم سے کم لاگت میں پروڈیوسر معیاری ڈرامے پیش کر سکیں۔

(ج) صوبہ پنجاب اپنی ثقافتی روایات کی وجہ سے پوری دنیا میں اہمیت کا حامل ہے۔ پنجاب کے ہیروز مثلاً دلا بھٹی، ہیر رانجھا، مرزا صاحباں، سسی پنون، سوہنی مہینوال کے علاوہ بزرگ صوفی شاعر سید وارث شاہ، پیر بُھلے شاہ اور خواجہ غلام فرید نے پنجاب کی روایات کو زندہ رکھنے کے لئے بہت سی قربانیاں دیں۔ ملکی ثقافت زندہ رہنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ اس ملک کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں وزارت ثقافت نے پنجاب کی ثقافتی روایات، پنجاب کا کلچر پنجاب کی کرافٹ حتیٰ کہ پنجابی زبان کی ترویج و ترقی کے لئے ایک ریسرچ سنٹر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج اینڈ آرٹ کلچر قائم کیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ حکومت کو وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کرنے کے لئے جو سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ایک ریسرچ سنٹر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج اینڈ آرٹ کلچر قائم کیا ہے۔ یہ تو ابھی گزشتہ دنوں قائم کیا گیا ہے انہوں نے جب سوال کیا تھا اس سے پہلے کی انہوں نے کارکردگی پوچھی تھی اس کارکردگی کے حوالے سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! الحمرا کلچرل کمپلکس already لاہور میں کام کر رہا ہے۔ پنجاب آرٹ کونسلیں بھی کام کر رہی ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص کی بات واقعی ٹھیک ہے کہ ریسرچ سنٹر بعد میں وجود میں آیا جبکہ سوال پہلے آیا ہوا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کی کوشش ہے کہ پنجاب کے کلچر کو زیادہ فروغ دیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جز(ج) کے سوال میں فرمایا گیا ہے کہ حکومت کو وزارت ثقافت کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کریں اس کے جواب میں سسی پنوں، وارث شاہ اور خواجہ غلام فرید کا ذکر کر کے اہمیت کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ یہ جو انہوں نے پوچھا ہے کہ وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کا انہوں نے ذکر نہیں کیا یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ تو بہت بعد میں قائم ہوا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ ادبی پروگراموں کے انعقاد سے ایک کروڑ چودہ لاکھ آمدن ہو رہی ہے۔ یہ آمدنی لاہور کے دوسرے ہالز سے بہت کم ہے اس کی وجہ بتائیں؟ سنا ہے کہ ایک دفعہ اس کی چھت بھی گر گئی تھی۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جس چھت کی یہ بات کر رہے ہیں وہ بہت پہلے کی بات ہے، یہ اس حکومت کے آنے سے پہلے کی بات ہے۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ اس کی آمدنی ایک کروڑ چودہ لاکھ ہے اور کم ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہالز کے ریٹ 33 فیصد کم کر کے اس کی آمدنی مزید بڑھائیں۔ اس کے علاوہ باہر کے لوگ جو ڈرامہ کرتے تھے ان کو ہم نے روک دیا ہے کہ اب لاہور آرٹ کونسل خود ڈرامے کرے گی اس طرح اس سے بھی زیادہ آمدنی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال سید مجاہد علی شاہ کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: on his behalf سوال نمبر 6987 (معزز رکن نے سید مجاہد علی شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6987 دریافت کیا)

الحمرا آرٹس کونسل لاہور، 05-2004، پیش ہونے والے ڈراموں کے موضوعات اور ثقافتی اہمیت کی تفصیل

*6987: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں 05-2004 میں کتنے ڈرامے پیش کئے گئے، ان کے موضوعات کیا تھے؟

(ب) مذکورہ بالا ڈراموں میں کتنے ایسے ڈرامے تھے جس میں پنجاب کی ثقافت کو اجاگر کیا گیا بیان فرمائیں؟

وزیر ثقافت:

(الف) سال 05-2004 کے دوران الحمرا ہالز میں درج ذیل کمرشل ڈرامے پیش کئے گئے۔

نمبر شمار	عنوان ڈرامہ	تاریخ پیشکش
1۔	جھوٹی سارے جگ دی	3۔جولائی 2004
2۔	دیوانہ	19۔جولائی 2004
3۔	جوڑی نمبرون	7۔اگست 2004
4۔	ایکٹر فیملی	25۔اگست 2004
5۔	ناجاویں اج	4۔ستمبر 2004
6۔	رنگ باز	11۔ستمبر 2004
7۔	بڈھا شوہر ماڈرن بیوی	16۔ستمبر 2004
8۔	اڈیکاں سہاگ دیاں	28۔ستمبر 2004
9۔	دھوم مچادے دھوم	14۔نومبر 2004
10۔	میری جان بلے بلے	12۔دسمبر 2004
11۔	عشق تو جادو ہے	4۔جنوری 2005
12۔	میاں بیوی اور بکرا	21۔جنوری 2005
13۔	جامیں نئیں بولنا	21۔جنوری 2005
14۔	گاؤں کی گوری	24۔فروری 2005
15۔	جانم سمجھا کرو	13۔مارچ 2005
16۔	اب تو آجا	29۔مارچ 2005
17۔	میں تیری آں	20۔اپریل 2005
18۔	نشہ عشق دا	30۔اپریل 2005
19۔	کراں میں نظارہ	12۔مئی 2005
20۔	رشتے ونڈی دے	19۔مئی 2005
21۔	سجن کملا	17۔مئی 2005
22۔	دل برائے فروخت	4۔جون 2005

علاوہ ازیں لاہور آرٹس کونسل الحمراء نے حکومت پنجاب کی ہدایات کے عمل میں عوام کو معیاری تفریح فراہم کرنے کے لئے از خود درج ذیل ڈرامے پیش کئے۔

1۔	پیرو پریمن	22۔مئی 2004
2۔	میرا کیا قصور	7۔جولائی 2004
3۔	چا معشق چیخ	11۔اگست 2004
4۔	ٹوٹ بٹوٹ	14۔اگست 2004

5۔	بلھا	4۔ستمبر 2004
6۔	جال	3۔اکتوبر 2004
7۔	جلسہ اردو ڈرامے کا	23۔اپریل 2005

(ب) مذکورہ بالا ڈرامے پنجابی زبان میں تھے۔ان سب میں پنجاب کی ثقافت اور معاشرے کے مختلف حالات اور مسائل کی عکاسی کی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب صرف جواب پڑھ دیں۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! رانا صاحب ماشاء اللہ وکیل بھی ہیں اور پڑھے لکھے بھی ہیں اگر ان کو پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ دیتا ہوں۔اگر یہ کہہ دیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ دیتا ہوں۔(قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے تو کہا ہے کہ وزیر صاحب جواب پڑھ دیں۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! رانا صاحب مانیں کہ انہیں پڑھنا نہیں آتا تو پھر میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں آپ پڑھ کر سنا دیں۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جی، جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) سال 05-2004 کے دوران الحمرا ہالز میں درج ذیل کمرشل ڈرامے پیش کئے گئے۔

نمبر شمار	عنوان ڈرامہ	تاریخ پیشکش
1۔	جھوٹی سارے جگ دی	3۔جولائی 2004
2۔	دیوانہ	19۔جولائی 2004
3۔	جوڑی نمبرون	7۔اگست 2004
4۔	ایکٹر فیملی	25۔اگست 2004
5۔	ناجاویں اج	4۔ستمبر 2004
6۔	رنگ باز	11۔ستمبر 2004
7۔	بڈھا شوہر ماڈرن بیوی	16۔ستمبر 2004
8۔	اڈیکاں سہاگ دیاں	28۔ستمبر 2004
9۔	دھوم مچادے دھوم	14۔نومبر 2004
10۔	میری جان بلے بلے	12۔دسمبر 2004

11-	عشق تو جادو ہے	4-جنوری 2005
12-	میاں بیوی اور بکرا	21-جنوری 2005
13-	جا میں نئیں بولنا	21-جنوری 2005
14-	گاؤں کی گوری	24-فروری 2005
15-	جانم سمجھا کرو	13-مارچ 2005
16-	اب تو آجا	29-مارچ 2005
17-	میں تیری آں	20-اپریل 2005
18-	نشہ عشق دا	30-اپریل 2005
19-	کراں میں نظارہ	12-مئی 2005ء
20-	رشتے ونڈی دے	19-مئی 2005
21-	سجن کملا	17-مئی 2005
22-	دل برائے فروخت	4-جون 2005

علاوہ ازیں لاہور آرٹس کونسل الحمراء نے حکومت پنجاب کی ہدایات کے عمل میں عوام کو معیاری تفریح فراہم کرنے کے لئے از خود درج ذیل ڈرامے پیش کئے۔

1-	پیرو پریمن	22-مئی 2004
2-	میرا کیا قصور	7-جولائی 2004ء
3-	چامعش چخ	11-اگست 2004
4-	ٹوٹ بٹوٹ	14-اگست 2004
5-	بلھا	4-ستمبر 2004
6-	جال	3-اکتوبر 2004
7-	جلسہ اردو ڈرامے کا	23-اپریل 2005

(ب) مذکورہ بالا ڈرامے پنجابی زبان میں تھے۔ ان سب میں پنجاب کی ثقافت اور معاشرے کے مختلف حالات اور مسائل کی عکاسی کی گئی ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مذکورہ بالا ڈرامے پنجابی زبان میں تھے ان سب میں پنجاب کی ثقافت اور معاشرے کے مختلف حالات اور مسائل کی عکاسی کی گئی۔ ان ڈراموں کے نام جو ابھی وزیر موصوف نے بتائے ہیں تو ان ڈراموں کے ناموں سے ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ ان میں پنجاب کی ثقافت کی عکاسی کتنی زیادہ بتائی گئی ہو گی۔ براہ مہربانی! عوام کی آنکھوں پر پٹی نہ باندھ دیا کریں۔ ایسے ڈرامے جن کے نام ہی اس قدر غلط گھٹیا قسم کے رکھے گئے ہیں تو ان میں کیا ثقافت اجاگر ہوئی ہو گی۔ اگلے نام جو وزیر موصوف پڑھ کر نہیں سنا سکے ان کو یہ بتائیں کہ ان کے نام کسی کی سمجھ سے بالا تر ہیں۔ یہ چامعش چخ کا مطلب کیا ہے اور دوسرا پیرو پتر یمن کو یا تو صحیح طریقے سے

لکھا نہیں گیا یا یہاں پر بتایا نہیں گیا۔ وزیر موصوف اس کا ذرا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اس کے بارے میں انہوں نے "میرا کیا قصور" کہہ کر بات ختم کر دی تھی۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! میں اپنی فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے سوال کیا ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔ جن ڈراموں کے نام میری بہن نے پڑھے ہیں تو میں ڈراموں کے نام select نہیں کرتا یا میں نہیں رکھتا بلکہ پہلے ہی پرائیویٹ پروڈیوسر اپنی مرضی سے ڈراموں کے نام رکھتے ہیں اور ہم سے تو صرف ہال کرائے پر لیتے ہیں اگر میری یہ بہن کوئی ڈرامہ کروانا چاہیں تو سو بسم اللہ اس کا نام اچھا رکھ کے لے آئیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ (ایوان میں قہقہہ)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! محترمہ نے بڑا اچھا سوال کیا تھا اور میرا خیال ہے کہ بھٹی صاحب کو چاہئے تھا کہ اس کا بڑا مثبت جواب دیتے۔ انہوں نے تو سوال کیا تھا کہ ان ڈراموں سے نہ تو پنجاب کی ثقافت کا پتا چلتا ہے سوائے اور چیزوں کے، تو ان کا یہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے سوال کروں گا کہ ان میں سے کتنے ڈرامے آپ نے دیکھے ہیں؟ (ایوان میں قہقہہ)

اگر آپ نے دیکھے نہیں تو آپ کو کیا پتا کہ اس میں کیا ہے؟ اگر آپ لوگ دیکھیں نہ اور اعتراض کریں تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آپ خود جا کر دیکھیں پھر آپ کو پتا لگے گا کہ پنجاب کی ثقافت اس میں آتی ہے کہ نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ڈرامے کے نام ہیں "نشہ عشق دا"، "رشتے ونڈی دے"، "سجن کملا" تو جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ناموں پر مت جائیں بلکہ لوگ چاہتے ہیں کہ کسی پر تنقید ہو، طنز ہو، مزاح ہو بات تو یہ ہو رہی تھی۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ ڈرامے اتنے فحش اور غلط ہیں کہ کوئی شریف آدمی وہاں بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتا تو ہم کیسے دیکھیں گے۔ یا تو آپ کمیٹی مقرر کریں کہ وہ ان ڈراموں کو دیکھے، ان سے فحش پن نکالا جائے تاکہ کوئی شرفاء بھی اسے دیکھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چاہوں گا کہ آپ لوگ جو بات کر رہے ہیں تو آپ مہربانی کر کے یہ ڈرامے خود جا کر دیکھیں اور give a report to the Assembly کہ اس میں کتنا فحش پن ہے یا نہیں۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز کا ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ میں اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سیال صاحب کو floor دے دیں کیونکہ یہ پورے ایوان کی بھلائی کی بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال کے بعد انہیں ٹائم دیا جائے گا۔ جی، زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7004 ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، مجلس عاملہ کے انتخابات سے متعلقہ تفصیل

*7004: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے بائی لاز کے مطابق اس کی مجلس عاملہ کے انتخابات کتنے عرصہ کے بعد ہونے تھے اور عملی طور پر کب تک ہوئے نیز کیا یہ انتخابات کروانا کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری تھی یا سوسائٹی کی، کیا ڈیپارٹمنٹ نے یہ انتخابات کروائے ہیں اگر نہیں تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوئی ہے؟

وزیر امداد باہمی:

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کے بائی لاز کے مطابق اس کی مجلس عاملہ کے انتخابات رجسٹرڈ بائی لاز نمبر (b)42 کے تحت تین سال کے عرصہ کے لئے ہوتے ہیں، مذکورہ سوسائٹی کے آخری انتخابات مورخہ 2004-03-14 کو ہوئے،

سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز نمبر 42(d) کے تحت مجلس عاملہ کے انتخابات کروانے کے لئے ایک الیکشن سب کمیٹی تشکیل دی جائے گی جس میں سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور کنوینر ہوں گے اور دو ممبران سوسائٹی جو الیکشن میں حصہ نہ لے رہے ہوں ممبر الیکشن سب کمیٹی ہوں گے۔ ان دو ممبران کی نامزدگی انتظامیہ کمیٹی کرے گی۔ اس طرح یہ الیکشن کروانا محکمہ کوآپریٹو اور سوسائٹی کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ آخری انتخابات مورخہ 14-03-2004 کو کروائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ سوسائٹی کے انتخابات مورخہ 14-03-2004 کو ہوئے۔ سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز 42(b) کے تحت مجلس عاملہ کے انتخابات کروانے کے لئے ایک الیکشن سب کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ جو الیکشن کمیٹی تشکیل دی جانی تھی وہ تشکیل دی جا چکی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ الیکشن کمیٹی الیکشن کروا کر فارغ بھی ہو چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کے علم میں نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وہاں 2004 میں الیکشن ہو چکے ہیں۔ اس سوسائٹی میں آٹھ Ex-officio ممبر ہوتے ہیں جو تمام صوبائی سیکرٹری ہیں۔ اس کے علاوہ 8 ممبران ووٹ سے منتخب ہوتے ہیں لیکن انتخابات کے بعد ان 8 میں سے 6 ممبران کو اس سوسائٹی کے صدر جو کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہوتے ہیں نے معطل کیا ہوا ہے۔ ساری کی ساری سرگرمیاں وہاں پر منتخب ارکان کی معطل کر دی ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر موصوف نے کیا انتظام کیا ہے کہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں اور میں خود وہاں پر رہتا ہوں اور وہاں پر اپنی ایک انتظامیہ مسلط کی ہوئی ہے اور جو لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں انہیں کام نہیں کرنے دیتے۔ خود مختلف صوبائی سیکرٹری اس کے عہدیدار ہیں اور وہی ہر چیز کرتے ہیں تو میرا سوال ہے کہ منتخب ممبران کی بحالی کا انہوں نے کیا انتظام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اگر وہاں پر کوئی irregularity ہوئی ہے اور میرے فاضل دوست

سمجھتے ہیں کہ کسی کو غلط طور پر معطل کیا گیا ہے تو اس کے لئے کوآپریٹوز ایکٹ میں باقاعدہ ایک طریق کار موجود ہے کہ وہ رجسٹرار کے پاس یا ڈپٹی رجسٹرار کے پاس اپنیcomplaintدائر کریں گے تو محکمہ انشاء اللہ اس پر عمل کرے گا اور کچھ نہ کچھ کارروائی ضرور ہو گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کروائیں اور میں نے ذاتی طور پر بھی ان سے درخواست کی تھی اور انہوں نے شفقت کی ہے کہ میں انکوائری کرواؤں گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر بھی اس کی یقین دہانی کروائیں کہ اس سوسائٹی کے معاملات کی مکمل انکوائری رجسٹرار سے کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دو دن پہلے یہ مجھے ملے تھے اور انہوں نے اس سلسلے میں دوapplications مجھے دی تھیں جن پر میں نے ضابطے کے مطابق کارروائی کے لئے رجسٹرار کوآپریٹوز کو کہا ہے اور ہم انشاء اللہ اس پر کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: next Question is: ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: On his behalf, sir: سوال نمبر 7023 اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے ملک محمد اقبال چنڑ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 7023 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، پلاٹس کی تعداد و سائز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

***7023: ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کب اور کتنے رقبہ پر بنائی گئی، اس میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے، اب تک کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے

ابھی تک خالی ہیں خالی پلاٹوں کے نمبر اور سائز کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) ایک اور دو کنال کے جو پلاٹ یکم جنوری 2003 سے آج تک جن جن افراد کو الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام، ولدیت اور پتا جات نیز ان سے جو رقم وصول کی گئی اس کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) فیز۔1، کل 1862 کنال 6 مرلے رقبہ خرید کیا گیا جس پر مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنا کر ممبران کو الاٹ کئے گئے:۔

2	کنال	90
ایک	کنال	592
10	مرلہ	633
5	مرلہ	259
ٹوٹل		1574

تمام پلاٹ 1983 تک الاٹ ہو چکے ہیں۔

فیز۔ II: کل 1534 کنال ساڑھے 18 مرلے رقبہ خرید کیا گیا جس پر کل 1150 پلاٹ مختلف سائز کے بنائے گئے:۔

32	مرلے	72
17	مرلے	423
10	مرلے	539
5	مرلے	101
ٹوٹل		1135

بقایا 15 پلاٹ (4 پلاٹ 5 مرلے سائز اور 11 پلاٹ 10 مرلے سائز کے) مقدمہ بازی میں ہیں۔ جن کے بارے میں عدالتی کارروائی جاری ہے۔

(ب) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، کوآپریٹوز سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی شق 23 کے تحت صوبہ پنجاب کی دیگر انجمن ہائے امداد باہمی کی طرح ایک خود مختار رجسٹرڈ ادارہ (Corporate Body) ہے، دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی طرح سوسائٹی مذکورہ کے منظور شدہ بائی لاز کے مطابق منتخب مینجنگ کمیٹی، تابع منظوری ازاں

جنرل باڈی، ممبر شپ گرانٹ کرتی ہے نیز پلاٹ وغیرہ الاٹ کرتی ہے۔ محکمہ میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کاانفرادی ریکارڈ موجود نہیں ہوتا، تاوقتیکہ کوئی ممبر کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کی شق 54 اور 64 کے تحت رجسٹرار امداد باہمی یا سیکرٹری امداد باہمی کے پاس عدالتی نالش دائر کرے اور مذکورہ اتھارٹیز اس ضمن میں سوسائٹی متعلقہ کو ریکارڈ پیش کرنے کی ہدایت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس سوسائٹی کے فیز 2 میں 28 کے قریب پلاٹ ہیں جن کی مارکیٹ میں قیمت 40 / 45 لاکھ کے قریب تھی اور میں نے ابھی جو عرض کیا ہے کہ Ex-officio ممبران نے اپنے اور اپنے عزیزوں اور اپنے دفتری عملہ کو اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے میں الاٹ کر دیئے ہوئے ہیں اور دیگر ممبران کو اس سلسلے میں کوئی دعوت نہیں دی گئی کہ اگر وہ خریدنا چاہتے ہیں تو وہ بھی خرید لیں۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب نے 45 لاکھ روپے کا ایک پلاٹ اڑھائی لاکھ روپے میں اپنے نام کر لیا۔ ان افسروں کو کوئی خدا کا خوف بھی ہوتا کہ پورے صوبے کے اندر ایک ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہے جس نے 45 لاکھ روپے کا پلاٹ اپنے نام پر اڑھائی لاکھ روپے میں خرید لیا ہے اور بعض لوگوں کو آج پلاٹ الاٹ کئے ہیں تو دو دن کے بعد مارکیٹ پرائس پر وہ بیچ کر چلے گئے ہیں۔ اس طرح کا ظلم ان سوسائٹیوں میں سرکاری افسران روا رکھتے ہیں۔ میں اس بارے میں بھی معزز وزیر سے درخواست کروں گا کہ اس پر بھی متعدد درخواستیں دی جا چکی ہیں، اب ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے خلاف کون درخواست دے، کون اس پر اٹھ کر بات کرے کہ جناب! یہ کیا آپ نے اندھیر نگری مچائی ہوئی ہے۔ باقی سیکرٹریوں نے اپنے اپنے نام پر اور اس محکمہ کے سیکرٹری بھی اس میں شامل ہیں اور انہوں نے بھی ایک پلاٹ 45 لاکھ یا 60 لاکھ روپے اس کی قیمت ہے اور اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے میں اپنے نام پر پلاٹ الاٹ کر لئے ہیں۔

جناب والا! 28 پلاٹ ہیں جو کہ سوسائٹی کا کروڑوں کا asset ہیں جن کی اس طرح سے بندر بانٹ کر لی گئی ہے تو میں اس بارے میں بھی وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ متعدد جگہوں پر بار بار درخواستیں دے چکے ہیں لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے اور اس کی انکوائری کے لئے بھی میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کی انکوائری کی جائے اور اس کا بھی فیصلہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جہاں تک ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے تو محکمہ کا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ سوسائٹی کا اپنا میکانزم ہے، ان کی مینجنگ کمیٹی اور مینجنگ باڈی ہے جنہیں ممبرز elect کرتے ہیں اور وہ اپنی سوسائٹی کے طریق کار کو وضع کرکے اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ محکمہ کا پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بارے میں کوئی رول نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی تعلق ہے۔ جہاں تک بے ضابطگی کا تعلق ہے تو اگر وہاں پر کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے جیسا کہ میرے محترم رکن فرما رہے ہیں تو میری گزارش ہے کہ کوآپریٹوز لاء کے مطابق جب بھی کوئی بے ضابطگی کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے افسران کے نوٹس میں لائی جائے گی تو ہم انشاء اللہ ضابطے کے مطابق اس پر کارروائی کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بے ضابطگی ہو چکی ہے۔ وزیر موصوف نے درست فرمایا ہے کہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا محکمہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن کوآپریٹوز سوسائٹی محکمہ کوآپریٹوز کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں اور ان کے سارے کاموں کی نگرانی کرنا محکمہ کوآپریٹوز کی ذمہ داری ہے کہ وہ rules کے مطابق کام کریں۔ ایک طرف محکمہ کوآپریٹوز نے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی سرکاری افسر کسی سوسائٹی کا عہدیدار نہیں بن سکتا ہے لیکن دوسری طرف 8 سیکرٹری اس سوسائٹی کے عہدیدار بنے ہوئے ہیں اور سارے پلاٹوں کو "کبرڈ کینس" کرکے اپنے ناموں پر الاٹ کر رہے ہیں اور کوئی دیگر ممبر انہیں پوچھنے والا نہیں ہے ڈیڑھ دو سال سے اجلاس عام آج تک نہیں ہوا وہ اجلاس صرف اس لئے نہیں بلا رہے ہیں کہ اگر اجلاس عام بلایا گیا تو دیگر ممبران شور مچائیں گے تو میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں رجسٹرار صاحب کو درخواستیں دی گئی ہیں لیکن رجسٹرار کوآپریٹو بیچارہ اپنے سیکرٹری کوآپریٹو اور اے۔ سی۔ ایس کے خلاف کیا کارروائی کرے گا اس میں آپ مہربانی کریں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے سوسائٹی کے اندر اندھیر مچا ہوا ہے ممبران کے اتنے قیمتی پلاٹ لوٹ مار کی نظر ہو رہے ہیں۔ مہربانی کریں اور اس کی انکوائری کرائیں اور دیکھیں جہاں پر بھی کوئی بے ضابطگی ہو رہی ہو اس کو روکنا محکمہ کی اخلاقی، قانونی اور ہر طرح کی ذمہ داری ہے میں اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، کرنل صاحب! آپ اس معاملے کو دیکھ لینا۔

وزیر امداد باہمی: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال میاں ماجد نواز صاحب کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ سوالات مکمل ہو گئے اور وقفہ سوالات بھی ختم ہو گیا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین کے ہاؤس الاؤنس کی موجودہ تنخواہوں کی نسبت سے بحالی

*3382: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام ملازمین کو پلاٹ اور اس پر قرضہ دینے کا عندیہ دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے کئی سالوں سے ملازمین کو قواعد و ضوابط کے مطابق دیئے جانے والا ہاؤس الاؤنس منجمد کیا ہوا ہے جو ملازمین کے ساتھ زیادتی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت منجمد کئے گئے ہاؤس الاؤنس کو اوپن کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے تمام ملازمین کو پلاٹ اور قرضہ دینے کا عندیہ دیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے کئی سالوں سے ملازمین کو قواعد و ضوابط کے مطابق دیئے جانے والا ہاؤس الاؤنس منجمد کیا ہوا ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کا جواب نفی میں ہے۔

شیخوپورہ۔ ثقافت کی ترویج، ترقی کے لئے ادارے کا قیام

*3830: میاں خالد محمود: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاریخی شہر شیخوپورہ میں ثقافت کے متعلق کوئی ادارہ قائم نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تاریخی شہر میں ثقافت کے حوالے سے کوئی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک تاکہ نوجوان مستفید ہو سکیں اور صحت مند سرگرمیاں فروغ پا سکیں اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ثقافت:

(الف،ب) پنجاب آرٹس کونسل مرحلہ وار ضلع آرٹس کونسل قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن پہلے مرحلے میں ڈویژنل سطح پر پورے صوبے میں آرٹس کونسل کام کر رہی ہے جن کے ہال

کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب کے ترقیاتی منصوبہ کے تحت بھی کام ہو رہا ہے۔ ریجنل آرٹس کونسل کے تمام آڈیٹوریم کے مکمل ہونے کے بعد ضلع کی سطح پر بھی آرٹس کونسل تعمیر کی جائے گی بشرطیکہ اس ضمن میں اخراجات فراہم کرے۔ فی الحال شیخوپورہ ڈسٹرکٹ میں وارث شاہ کلچرل کمپلکس قائم ہے جو کہ پنجاب آرٹس کونسل کے زیر اہتمام ضلع شیخوپورہ میں کام کر رہا ہے۔

لالہ موسیٰ / کھاریاں، ثقافتی اداروں کا قیام

*4831: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لالہ موسیٰ اور کھاریاں لاکھوں کی آبادی پر مشتمل دو بڑے قصبے ہیں لیکن ثقافت سے متعلقہ کوئی ادارہ قائم نہیں ہے؟

(ب) محکمہ ثقافت اس حوالے سے ان قصبوں میں کیا سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کب تک تاکہ نوجوان صحت مند سرگرمیوں سے مستفید ہو سکیں اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ثقافت:

(الف) لالہ موسیٰ اور کھاریاں میں پنجاب حکومت کا کوئی ثقافتی ادارہ موجود نہ ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے ثقافتی دفاتر ریجنل ہیڈ کوارٹرز (کالعدم ڈویژنل صدر مقام) پر قائم ہیں، نئے ضلعی حکومتی نظام کے حوالہ سے فنڈز دستیاب ہونے پر ضلعی صدر مقامات پر دفاتر قائم کئے جائیں گے۔ چونکہ مذکورہ بالا قصبات ریجنل آرٹس کونسل گوجرانوالہ کے دائرہ کار میں شامل ہیں اس لئے متعلقہ دفتر کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ سرگرمیوں کا دائرہ کار متذکرہ قصبات تک وسیع کرنے کا اہتمام کرے تاکہ مقامی لوگوں کی شرکت ممکن ہو سکے۔

بجٹ 05-2004 میں شامل S.N.E، A.D.P اور ریگولر سکیموں کی تفصیل

*6404: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کچھ سکیموں کو بطور S.N.E بجٹ منظور کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ S.N.E کی سکیمیں A.D.P میں شامل ہوتی ہیں؟

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بجٹ 05-2004 میں کتنی ایس۔این۔ای کی سکیمیں شامل کی گئی ہیں۔ کتنی اے۔ڈی۔پی اور کتنی ریگولر ہیں؟

(د) کتنی S.N.E کی سکیمیں 01-2000 سے مسلسل جاری ہیں۔ان کو کب مستقل کیا جائے گا ایوان میں رپورٹ پیش کی جائے؟

وزیر خزانہ:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) بجٹ 05-2004 میں جاری کردہ S.N.E سکیموں کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مروجہ طریق کار کے مطابق S.N.E سکیم پر تین سال کے بعد محکمہ متعلقہ کی سفارشات کی روشنی میں غور کیا جاتا ہے اگر محکمہ کی طرف سے سفارشات قابل قبول ہوں تو محکمہ خزانہ اسے S.N.E سے نکال کر ریگولر بجٹ میں شامل کر لیتا ہے بصورت دیگر S.N.E سکیم مزید غور کے لئے جاری رہتی ہے تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 05-2004، فیڈرل گورنمنٹ کی گرانٹ اور فیصل آباد میں کسانوں کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*6916: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 05-2004 کے دوران پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) اس سال کے دوران کتنی رقم مذکورہ بنک نے کسانوں کو بطور قرض دی؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں اس عرصہ کے دوران کتنی رقم کسانوں کو دی گئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی درخواستیں اس ضلع سے کسانوں کی قرضہ جات کے حصول کے لئے موصول ہوئیں اور ان میں سے کتنے کسانوں کو قرضہ جات دیئے گئے اور کتنے

کسانوں کو قرضہ جات نہ دیئے گئے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) مالی سال 05-2004 میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کوئی رقم وصول نہیں ہوئی بلکہ صوبہ پنجاب میں زرعی مقاصد کے لئے قرضہ جات کے اجراء کے سلسلے میں فنڈز (بصورت قرضہ جات) سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک ہذا کو حکومت پاکستان کے T.Bill ریٹ پر اور پنجاب گورنمنٹ کی گارنٹی پر مہیا کر رہا ہے۔

(ب) اس سال کے دوران بنک ہذا نے صوبہ پنجاب میں کسانوں کو 5592.651 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران بنک نے ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو 253.144 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(د) اس عرصہ کے دوران کسانوں سے 1321 درخواستیں اس ضلع سے موصول ہوئیں اور 1321 درخواستوں کو قرضہ جاری کیا گیا اور کسی بھی درخواست دہندہ کو واپس نہیں کیا گیا۔

سال 04-2003، فیڈرل گورنمنٹ کی گرانٹ اور فیصل آباد میں کسانوں کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*6917: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 04-2003 میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) اس سال کے دوران کتنی رقم مذکورہ بنک نے کسانوں کو بطور قرض دی؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں اس عرصہ کے دوران کتنی رقم کسانوں کو دی گئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی درخواستیں اس ضلع سے کسانوں کی قرضہ جات کے حصول کے لئے موصول ہوئیں اور ان میں سے کتنے کسانوں کو قرضہ جات دیئے گئے اور کتنے کسانوں کو قرضہ جات نہ دیئے گئے؟

وزیرامداد باہمی:

(الف) مالی سال 04-2003 میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کوئی رقم وصول نہیں ہوئی بلکہ صوبہ پنجاب میں زرعی مقاصد کے لئے قرضہ جات کے اجراء کے سلسلے میں فنڈز (بصورت قرضہ جات) سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک ہذا کو حکومت پاکستان کے T.Bill ریٹ پر اور پنجاب گورنمنٹ کی گارنٹی پر مہیا کر رہا ہے۔

(ب) اس سال کے دوران بنک ہذا نے صوبہ پنجاب میں کسانوں کو 7197.853 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران بنک نے ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو 326.041 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(د) اس عرصہ کے دوران کسانوں سے 1197 درخواستیں اس ضلع سے موصول ہوئیں اور 1197 درخواستوں کو قرضہ جاری کیا گیا اور کسی بھی درخواست دہندہ کو واپس نہیں کیا گیا۔

ضلع وہاڑی۔ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد اور گزشتہ تین سالوں کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*7025: میاں ماجد نواز: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) گزشتہ تین سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے سالانہ کتنی رقم کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی گئی تحصیل وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) یہ قرضہ جات کس شرح سود اور کن کن شرائط پر کسانوں کو دیا جاتا ہے اور وصولی کا طریق کار کیا ہے؟

(د) کیا حکومت کسانوں کو بھی انڈسٹریل قرضہ جات کی شرح سود پر قرضہ فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) ضلع وہاڑی میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی کل تعداد 1738 ہے۔

(ب) گزشتہ تین سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے دی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2003	
تحصیل وہاڑی	8,53,18,980
تحصیل بوریوالہ	6,44,80,615
تحصیل میلسی	12,05,29,190
میزان	27,03,28,785
سال 2004	
تحصیل وہاڑی	7,75,36,400
تحصیل بوریوالہ	8,60,09,380
تحصیل میلسی	10,18,66,710
میزان	26,54,12,490
سال 2005	
تحصیل وہاڑی	7,16,76,700
تحصیل بوریوالہ	5,82,90,960
تحصیل میلسی	9,92,41,900
میزان	22,92,09,560

(ج) فصلی قرضہ جات(9 فیصد)جبکہ درمیانی مدت کے قرضہ جات(12 فیصد)شرح مارک اپ پر جاری کئے گئے تاہم حال ہی میں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے حاصل کئے جانے والے قرضہ جات کی شرح مارک اپ بڑھنے کی وجہ سے بنک کے تمام قرضہ جات (علاوہ سٹاف لون)پر یکساں شرح مارک اپ(15 فیصد)مورخہ 16-7-2005 بمنظوری جناب سلمان صدیق پرنسپل سیکرٹری فنانس اینڈ ٹیکسیشن جو بنک کے ایڈمنسٹریٹر بھی ہیں کر دی گئی ہے۔ فصلی قرضہ جات کی پالیسی سٹیٹ بنک آف پاکستان کی مجموعی ہدایات کی روشنی میں محکمہ امداد باہمی مرتب کرتا ہے جس میں جملہ شرائط برائے

قرضہ شامل ہوتی ہیں۔ پالیسی قرضہ برائے فصل ربیع 06-2005 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فصل خریف کے قرضہ کی واپسی کی آخری تاریخ عموماً مارچ آئندہ سال اور فصل ربیع کے قرضہ کی واپسی جولائی اسی سال ہوتی ہے۔ ان قرضہ جات کی مدت واپسی تقریباً 8تا10 ماہ ہوتی ہے۔ ان قرضہ جات کی وصولی محکمہ امداد باہمی کا میدانی عملہ کرتا ہے جن کے پاس کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت وصولی کے اختیارات ہیں۔

(د) کوآپریٹو بنک کے ذریعے کسانوں کو انڈسٹریل قرضہ جات فراہم نہیں کئے جاتے ہیں تاہم انڈسٹریل قرضہ جات اور کسانوں کو دیئے جانے والے فصلی قرضہ جات یکساں شرح مارک اپ (15 فیصد) پر جاری کئے جاتے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

کوآپریٹو بنکس میں جدید سہولیات کی فراہمی کا مسئلہ

344: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت کوآپریٹو بنک کے ذریعے دوسرے بنکوں کی طرح جدید سہولتیں عوام کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی:

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ زرعی شعبہ میں پاکستان کا دوسرا بڑا بنک ہے جو چھوٹے کسانوں کو آسان شرائط پر زرعی قرضہ جات گزشتہ 80 سال سے بہم پہنچانے کے علاوہ جنرل بنکنگ کی تمام سہولیات بھی فراہم کر رہا ہے، حال ہی میں حکومت پنجاب اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سرپرستی و ہدایات کی روشنی میں بنک ہذا کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا عمل (Restructuring Process) زیر کار ہے جس کے نتیجہ میں بنک ہذا عوام الناس کو جدید سہولتیں مزید احسن طریقے سے بہم پہنچائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب Privilege Motion شروع کرتے ہیں، یہ تحریک پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔ پیر صاحب! مائیک کو استعمال کریں۔

ایکسیئن کینال ڈویژن لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کا ٹیلی فون سننے سے انکار

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 26-اکتوبر 2005 کو بوقت 00-11 بجے دن مسٹر عبدالمجید، X.E.N کینال ڈویژن لودھراں کو ٹیلی فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ "صاحب" نماز پڑھنے گئے ہیں سیٹ پر موجود نہیں ہیں جبکہ وہ دفتر میں موجود تھے۔ میں نے دوبارہ آدھے گھنٹے کے بعد ان کو فون کیا تو پھر یہی جواب ملا کہ صاحب دفتر میں موجود نہ ہے۔ میں نے اس سے قبل آفیسر موصوف کو پانچ مرتبہ فون کئے لیکن انہوں نے مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اپنے دیگر ذرائع سے معلوم کیا، جب میں نے فون کیا تو اس وقت X.E.N صاحب اپنی سیٹ پر موجود تھے اور ایک عوامی نمائندہ سے بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایک عوامی نمائندہ جو اپنے حلقے کا نمائندہ ہوتا ہے، لوگوں کے مسائل لے کر آفیسران کے پاس جاتا ہے لیکن آفیسر موصوف اس سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے بلکہ بار بار ٹرخایا جاتا ہے اور غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ آفیسر موصوف کے بارے میں غلط بیانی سے کام لینے سے اور مجھ سے ٹیلی فون پر بات نہ کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری اریگیشن!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اریگیشن: جناب سپیکر! X.E.N لودھراں حافظ عبدالمجید صاحب سے دریافت کیا گیا ہے اور انکوائری بھی کی گئی ہے معزز ممبر کو کوئی misunderstanding ہوئی ہے تاہم اگر وہ stress کر رہے ہیں تو میں oppose نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ Privilege Motion نہیں بنتی اور میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ ایسی چھوٹی موٹی باتوں کی آپ Privilege Motion مت لایا کریں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنی توہین خود کر رہے ہیں۔ اگر کوئی آفیسر موجود نہیں ہے یا اس نے کہہ دیا ہے کہ وہ نہیں ہے تو اس میں کیا privilege breach ہو جاتا ہے؟

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! موجود تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر ہوں گے تو مصروف ہوں گے۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب والا! میں نے کئی مرتبہ فون کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں عموماً Privilege Motion قبول کرتا ہوں لیکن یہ میرے ذہن کو قبول نہیں کر رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں اور آپ سے یہ request کروں گا کہ اس کو درگزر کریں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب! مہربانی کریں میں نے کئی مرتبہ فون کیا لیکن وہ بات سننا گوارا نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے request کروں گا کہ اس کو درگزر کریں، اس کو درگزر کریں پلیز، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ نے Privilege Motion کو کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ وہ X.E.N کو کہیں کہ ان سے مل لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Privileges Act میں ممبر آف پارلیمنٹ کے جو privileges ہیں وہ لکھے گئے ہیں کہ وہ کیا ہیں۔ راجہ صاحب پچھلے تین روز سے مسلسل یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ممبران بڑی توہین کرتے ہیں، اپنی بھی، ہماری بھی اور اس ایوان کی بھی کہ جب چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں تو وہ ان کو House میں لے آتے ہیں۔ یہ ساری alarming position ہے یہ ایسا ہو رہا ہے اور بخاری صاحب گورنمنٹ کے آدمی ہیں اگر کوئی فاضل ممبر کسی X.E.N کو یا کسی S.P کو فون کرتا ہے اور وہ response نہیں دیتا تو اس طرح اس کا privilege breach ہوتا ہے اس نے ایم پی اے کو کوئی گالیاں تو نہیں دینی اس لئے اس کو اس House میں light نہ لیا جائے بلکہ حکومت اس کا مجموعی طور پر سخت نوٹس لے اور اپنے آفیسر اور ڈیپارٹمنٹ کو یہ پیغام دے کہ ممبر آف پارلیمنٹ کی کم از کم بات تو سن لیں بے شک کام نہ کریں، ان کی بات سننی چاہئے یہ تو کسی عام شہری کا بھی حق ہے چہ جائیکہ ایک فاضل ممبر پارلیمنٹ بات کرے اور وہ آفیسر اس کو response نہ دے لہذا میں آپ کو درخواست کروں گا کہ آپ حکومت کو direction دیں کہ وہ اس سلسلے میں

serious ہو اور اپنے تمام ڈیپارٹمنٹ کو یہ تنبیہ کرے کہ اگر کوئی شہری یا ممبر آف پارلیمنٹ آپ سے کوئی معلومات لیتا ہے یا بات کرنا چاہتا ہے اگر وہ دفتر میں موجود نہیں ہے تو وہ واپس آکر اس کو call back کرے کیونکہ یہ اس کا استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات آپ کی درست ہے اور میں اس حد تک آپ سے بھی متفق ہوں اور ان سے بھی متفق ہوں کہ تمام معزز ممبرز کا ایک مقام ہے اور ان کا استحقاق ہے لیکن ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی بھی فراخ دلی show کرنی چاہئے۔ دیکھیں جب کوئی آفیسر بدتمیزی کرے وہ privilege میں آتا ہے لیکن اگر کسی موقع پر وہ نہیں ہے یا آپریٹر غلط بیانی کر دیتا ہے یا اس کو اطلاع تک نہیں دیتا اور ممبر موصوف کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ملنا نہیں چاہتے اس لئے یہ دیکھنا چاہئے بعض اوقات نچلا سٹاف بھی غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے خود پتا کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے کہہ دیا ہے ایکسیئن صاحب ان سے ملیں گے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! اس کو تو بعد میں بھی کوئی مثال بنالے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی مثال نہیں بنائے گا جہاں استحقاق بنتا ہے یا جہاں کسی کی تضحیک ہوتی ہے یا کوئی اگر arrogantly سے پیش آتا ہے یہاں arrogance کی بات نہیں ہے۔ بات صرف یہیں تک ہے کہ وہ ملے نہیں اگر کوئی آفیسر arrogantly سے پیش آتا ہے وہ Privilege Motion قبول کی جائے گی ایسی کوئی بات نہیں۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! شاہ صاحب ہمارے فاضل ممبر انتہائی شریف آدمی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بھی اس کا پتا ہے وہ قابل احترام ہیں میں نے ان سے ذاتی طور پر request کی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سید مجاہد علی شاہ: انہوں نے جو Privilege Motion move کی ہے آپ ان کی شرافت کا اسی سے اندازہ لگالیں میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ ان کی جگہ اگر کوئی اور فاضل ممبر ہوتے تو یقیناً وہیں اپنا حساب ان سے کر کے آتے۔ یہ انتہائی زیادتی ہے آپ بتائیں اگر آپ کسی کو فون کریں ایک دفعہ فون

کریں، دو دفعہ فون کریں، تین دفعہ فون کریں اور وہ فون ہی نہ سنے تو آپ اس کے ساتھ کیسے behave کریں گے کیا اس ایوان کا تقدس خراب نہیں ہو گا اس لئے مہربانی فرمائیں صرف E.X.N کو یہ نہ کہیں کہ وہ ملے بلکہ اس کو کہیں کہ جا کر ان سے معذرت کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ ملیں گے تو اس کا مطلب معذرت ہی کریں گے۔

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! یہ بات کریں کہ وہ sorry کرنے کے لئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے رولنگ فرما دی ہے اور جس طرح ممبران اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں انشاء اللہ we will ensure کہ وہ XEN یہاں لاہور آئے اور معزز ممبر سے معذرت کرے اور ان کی جو دل آزاری ہوئی ہے اس کے لئے اس کو معذرت خواہ ہونا چاہئے اور اگر وہ معذرت نہیں کرے گا تو یہ نئی Privilege Motion لے آئیں اس کو take up کر لیں گے لیکن اب چونکہ آپ فیصلہ دے چکے ہیں اور ہم اس کو پابند کریں گے کہ وہ آکر ان سے معذرت کرے۔

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! ایک ایم۔پی۔اے اپنے 370 کولیگ ایم۔پی۔ایز کے سامنے رونا روتا ہے اس کی بات جائز ہوتی ہے ہم اس کی بات سننے کے لئے گوارا نہیں کرتے یہ ناانصافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! میرا ریکارڈ آپ کے سامنے ہے میں نے کبھی کوئی Privilege Motion reject نہیں کی لیکن جب میں نے اس کو پڑھا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کوئی بدتمیزی نہیں کی اگر کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو وہ آکر دور کر دے گا یہ بات ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ مجھے بھی ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: یہی رونا تھا جو آج سے تین دن پہلے میں نے اسی floor پر شروع کیا تھا۔ ایک انگریز نے ایک مقولہ بنایا ہے کہ:

Nip the evil in the bud.

برائی کو جڑ سے اکھاڑیں۔ معزز ممبر نہایت شریف آدمی ہیں ان کے والد صاحب ایک پیر تھے اللہ ان کو غریق رحمت کرے۔ لودھراں سے ان کا تعلق ہے اور یہ جھوٹ نہیں بولتے، میں 101 فیصد اس بات پر on the floor کہنے کو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: راجہ صاحب نے جو بات کی ہے ہم اس کو honour کرتے ہیں۔ میری humble submission یہ ہے کہ اس ایکسیئن کو کل بلایا جائے اور بلا کر راجہ صاحب اپنے چیمبر میں معزز ممبر شاہ صاحب کو سامنے بٹھا کر ان کے خدشات کو دور کریں اگر اس نے دیدہ و دانستہ معزز ممبر کا فون نہیں سنا تو پھر اس کو سزا ملنی چاہئے۔ ہم ایسی روایات نہیں بنائیں گے آپ انگلینڈ میں جائیں، آپ انڈیا میں جائیں ہر جگہ پر پارلیمنٹیرین کی عزت ہے۔ خدارا! اس پارلیمنٹیرین کی عزت کو آپ بحال فرمائیں اور اس House کے تقدس کو آپ برقرار فرمائیں۔ آپ نے بھی رولنگ دی ہے لیکن میری التجاء یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اس ایکسیئن کو راجہ صاحب اپنے چیمبر میں طلب کریں اور معزز ممبر کو بٹھا کر ان کے خدشات کو دور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ صرف یہاں ہی نہیں آئے گا بلکہ ان کے گھر پر بھی جا کر ان سے ملے گا اور کیا بات ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نجف عباس سیال: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بات چل نکلی ہے تو آج میرے ہاتھ میں ایک اخبار "نیشنل" ہے اس کے اندر ایک خبر چھپی ہے جو وزیر اعلیٰ سے متعلق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ کے احکامات کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ممبران بیچاروں کا کیا قصور ہے؟ خبر یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ نے میانوالی کے تھانہ چکرالہ کے علاقہ میں ایک ڈھوک گزاں روڈ ہے وہاں پر 15 ملین روپے دیئے ہیں کہ اس روڈ کو بنایا جائے۔ چنانچہ محکمے نے اس کے ٹینڈر کئے اور اسے ایک پارٹی کو دیا اور جب اس پارٹی نے کام شروع کیا تو نائب ناظم ملک طارق مسعود نے

by force مسلح حالت میں جاکر کہا کہ یہ سڑک نہیں بنے گی۔ وہاں پر سڑک بننے سے روک دی، لوگوں نے اس پر احتجاج کیا، چیف منسٹر کو مراسلے بھیجے گئے کہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ ہمیں چیف منسٹر نے 15 ملین روپے دیئے اور سڑک تعمیر نہیں ہو رہی۔ نائب ناظم نے سڑک تعمیر ہونے سے روک دی، وزیر اعلیٰ کے حکم کو violate کیا گیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ اس کے متعلق ذرا بتائے کہ ایسا کیوں ہوا ہے اور اس کے متعلق ان کا کیا خیال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے بھائی اصغر گجر صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے یہ کافی سنجیدہ معاملہ ہے۔ میں اس کے بارے میں رپورٹ لے کر ان کو گزارش کر دوں گا۔ rules کے مطابق، علاقے کے حالات کے مطابق اور آپ کی خواہش کے مطابق جو rules کے مطابق بنتا ہے ویسے ہی کیا جائے گا۔ میں پہلے ذرا اس کی رپورٹ لے لوں پھر آپ کی خدمت میں submit کر دیتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: A state within a state should not be created. Chief Minister Orders may be implemented as it is.

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں پھر گزارش کرتا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کے آرڈرز پر عمل کرایا جائے گا، ان کی compliance ہو گی، یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ چیف منسٹر صاحب کے آرڈرز ہوئے ہوں اور اس پر عمل نہ ہو۔

MR DEPUTY SPEAKER: It should be and the report should be given to the House

کہ اس پر implement ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم مسئلے پر سپیکر صاحب نے turn or out مہربانی فرمائی تھی کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس پر مہربانی فرماتے ہوئے فوری طور پر توجہ ہو۔ وہ بڑا اہم مسئلہ ہے، اس میں اڑھائی ہزار کنال کا مسئلہ ہے۔ مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو تحاریک استحقاق ہیں اس کے بعد تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں اس وقت پھر آپ پیش کر لیں۔ ابھی تو تحاریک استحقاق ہیں، اس کے بعد پیش کریں۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد وارث کلو، پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، یہ move ہو چکی ہے اور یہ آج مورخہ 05-11-18 تک ملتوی تھی۔

ڈی۔ایس۔پی خوشاب کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ
(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ oppose نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے۔

It is being referred to the Privilege Committee.

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میں راجہ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک استحقاق مہر اشتیاق صاحب کی ہے۔ آپ نے move کر دی تھی؟

مہر اشتیاق احمد: نہیں، ابھی move کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی کرنی ہے، ٹھیک ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں یہ move کروں کیونکہ آپ نے بھی پہلے رولنگ فرمائی تو میں یہ نہیں چاہتا کہ میری اس تحریک استحقاق کا بھی آپ یہی حال کر دیں تو میں تھوڑا سیاق و سباق میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! ہم یہاں پر اگر Rules and Regulations کے تحت بات کریں تو زیادہ مناسب ہے۔ بحیثیت مسلمان اگر ہمارا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہو، میری کسی کے ساتھ دشمنی، دوستی اللہ کی خاطر ہو تو ہم اس طرح ذلیل و خوار نہ ہوتے پھریں۔ یہاں پر میں مہر اشتیاق کی حیثیت سے کبھی نہیں آتا۔ میں ایک نمائندے کی حیثیت سے یہاں پر آتا ہوں۔ گزشتہ تین دنوں سے اور آج آپ کے ریمارکس ہیں کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر مت جائیں، ہمیں بھی یہی چاہئے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتیں یہاں نہ لے کر آئیں۔ جب میں یہاں پر آؤں تو میرے نزدیک ایک بات ہونی چاہئے کہ Rules and Regulations کی بات ہو، چاہے ایک کانسٹیبل سے لے کر صدر پاکستان کی بات ہو، مجھے پاکستان کی، پاکستان کے عوام کی اور رولز آف لاء کی یہاں پر بات کرنی چاہئے۔ مجھے ذاتی حیثیت میں کوئی بات نہیں کرنی۔ ہم ذاتی حیثیت میں کبھی ایس۔ایچ۔او یا کسی چھوٹے آدمی کی کوئی بات نہیں کرتے اگر کسی کانسٹیبل کو بات کرتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ان سے پوچھیں اصل بات کیا ہے؟

مہر اشتیاق احمد: راجہ صاحب! اگر آپ کہیں تو پھر میں پوری طرح بات کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری کوئی بات نہیں ہے۔ آپ سپیکر صاحب سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے move تو کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شارٹ سٹیٹمنٹ تو بعد میں ہو جائے گی۔

مہر اشتیاق احمد: راجہ صاحب تو oppose کریں، آپ کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بعد کی بات ہے۔ آپ پہلے اپنی تحریک move تو کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرے لئے بھی یہی مسئلہ تھا کہ ایک طرف میری ذاتی انا تھی کہ میں اسے پیش کروں یا نہ کروں؟ دوسری طرف یہ تھا کہ جس شخص نے میرے لوگوں کے خلاف غلط کام کیا ہے اس کو سزا ملنی چاہئے۔ میں دو تین دفعہ راجہ صاحب کے پاس بھی حاضر ہو چکا ہوں۔ میں صرف یہ پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ move کریں۔ کیا پتا راجہ صاحب آپ کی بات کو سن لیں۔ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟

مہر اشتیاق احمد: جناب! پریشان آپ کی باتوں سے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ move کریں۔ میں نے کونسی ایسی بات کی ہے جس سے آپ پریشان ہو گئے ہیں بھئی؟

ایس۔ایچ۔او تھانہ سبزہ زار (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

مہر اشتیاق احمد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 24۔اکتوبر 2005 کو مفاد عامہ کے حوالے سے ایک ضروری مسئلہ پر بات کرنے کے لئے محمد خان ایس۔ایچ۔او تھانہ سبزہ زار بوقت ساڑھے نو بجے صبح فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ

موصوف باتھ روم میں ہیں، بات نہیں ہو سکتی۔ میں نے تھوڑی دیر کے بعد پھر فون کیا اور بتایا گیا کہ صاحب ابھی مصروف ہیں بات نہیں ہو سکتی۔ میں نے بتایا کہ میں حلقہ 150 کا ایم۔پی۔اے بول رہا ہوں، میں نے ضروری بات کرنی ہے تو مجھے کچھ دیر انتظار کرنے کے لئے کہا گیا۔ تقریباً سات، آٹھ منٹ کے بعد موصوف ایس۔ایچ۔او نے انتہائی تلخ اور ہتک آمیز لہجے میں کہا ہم ادھر مصروف ہوتے ہیں، ادھر ایم۔پی۔اے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا پہلے میری بات تو سن لیں۔ اس نے پھر بد تمیزی کی اور کہا بتاؤ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرے حلقہ کا ایک شخص حفیظ جو آپ کے پاس اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا پرچہ درج کروانے آیا ہے آپ نے اس کا پرچہ درج کرنے کی بجائے الٹا اس شخص کو تھانہ میں بند کر رکھا ہے کیا وجہ ہے؟ اس پر ایس۔ایچ۔او مزید مجھ پر برسا اور کہا جاؤ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ میں نے اس کے خلاف پرچہ درج کر دیا ہے۔ میں نے کہا یہ سب کچھ آپ ناجائز کر رہے ہیں، اسے بلاوجہ حبس بیجا میں نہیں رکھ سکتے اس پر ایس۔ایچ۔او مزید سیخ پا ہوا اور کہنے لگا ہم کسی قانون کو نہیں جانتے اور نہ قانون بنانے والے ایم۔پی۔اے کو، ہم وہی قانون مانتے ہیں جو ہم کرتے ہیں اگر تم ایم۔پی۔اے بنے پھرتے ہو جاؤ جو کچھ مرضی کر لو اور ساتھ ہی پیچ کر فون بند کر دیا۔

جناب والا! ایس۔ایچ۔او نے اس شخص کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا تھا بلکہ ڈرانے دھمکانے کے لئے بٹھا رکھا تھا۔ یہ بات اس وقت عیاں ہوئی جب حفیظ نامی شخص کے لواحقین نے بذریعہ بیلف اس شخص کی برآمدگی تھانہ سے کروائی۔ ایس۔ایچ۔او کی اس بد تمیزی اور ہتک آمیز رویہ اور ایک معزز رکن سے غلط بیانی کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج سے دو تین دن پہلے میں نے یہی گزارش کی تھی کہ اگر میرے کسی محترم ممبر کو کوئی شکایت ہو تو وہ تحریک دینے سے پہلے میرے ساتھ بات کر لے تاکہ اس کا کوئی حل نکالا جا سکے۔ میں مہر اشتیاق صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے تحریک استحقاق پیش کی اور میری درخواست پر انھوں نے دو دفعہ میرے ساتھ ملاقات کی اور میں نے ان کی موجودگی میں متعلقہ افسران کو بلوایا۔ دوران گفتگو یہ بات سامنے آئی کہ معزز ممبر کے ساتھ متعلقہ افسر نے غلط بیانی کی ہے،

اس نے ان کے ساتھ جھوٹ بولا ہے اور ان کے کہنے کے باوجود اس نے انھیں F.I.R کی نقل نہیں دی۔ لہذا اب میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کرتا، یہ کمیٹی کے پاس بھیج دی جائے۔ چونکہ اس نے غلط بیانی کی ہے لہذا کمیٹی اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کے خلاف کارروائی کرے گی لیکن محکمانہ طور پر بھی ہم اس کے خلاف کارروائی عمل میں لا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، مہر اشتیاق صاحب کی یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو refer کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 05/441 ہے۔ یہ move ہو چکی تھی اور آج کے لئے pending تھی۔ کیا ملک اصغر علی قیصر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 05/674 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد اور جناب سمیع اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

محکمہ صحت کی لیڈی ہیلتھ سپر وائزروں، ورکروں اور ڈرائیوروں کی تنخواہوں میں ایک ماہ کی ناجائز کٹوتی

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''ایکسپریس'' مورخہ 24۔ اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق محکمہ صحت نے ناقص کارکردگی، غیر حاضری، بوگس کارروائیوں اور دیگر وجوہات کی بناء پر 52 لیڈی ہیلتھ سپروائزرز، ورکرز اور ڈرائیوروں کی تنخواہوں سے کٹوتی کا حکم دیا ہے۔ یہ لیڈی ہیلتھ سپروائزرز، ورکرز اور ڈرائیور نیشنل پروگرام برائے فیملی پلاننگ اینڈ پرائمری ہیلتھ کیئر کے تحت ملازم ہیں جن میں بیشتر کی پورے مہینے کی تنخواہ کاٹ لی گئی ہے۔ اس خبر کی اشاعت سے نہ صرف عوام میں بلکہ محکمہ صحت کے ملازمین میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس وقت وزیر صحت صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا مناسب ہوگا کہ اس تحریک کو pending فرمالیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے چونکہ وزیر صحت اس وقت موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک کو 21 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 675/05 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سمیع اللہ خان اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی طرف سے ہے۔

شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں نقشہ پاس کرائے بغیر کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 24۔اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں بارہ چودہ منزلہ پلازے تعمیر ہو رہے ہیں جو کسی بڑے جانی و مالی نقصان کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔ قانون کے مطابق شاہ عالمی میں آٹھ منزلہ سے زائد پلازے بنانے کی اجازت نہیں۔ شاہ عالمی میں پرانی عمارتوں کے نیچے تہہ خانہ کھودنے کی اجازت نہ ہونے کے باوجود کئی عمارتیں غیر قانونی ہیں اور وہاں یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔ ایل۔ڈی۔اے کے متعلقہ حکام نے کبھی اس بارے میں سروے کرنے کی تکلیف نہیں کی بلکہ کارروائی کے طور پر چند ایک پلازوں کو نوٹس بھجوا کر ذمہ داری پوری کر لیتے ہیں۔ شاہ عالم مارکیٹ میں بارہ چودہ منزلہ غیر قانونی پلازے بنانے کی خبر سے نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ایل۔ڈی۔اے بلڈنگ ریگولیشن کے مطابق شاہ عالم مارکیٹ میں 70 فٹ کی بلندی تک تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس تحریک میں یہ کہا گیا ہے کہ آٹھ منزلہ سے زیادہ اونچی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ یہ 70 فٹ ہے اور ایک منزل کی اونچائی بشمول چھت 10 فٹ تک ہونا ضروری ہے۔ اس طرح 70 فٹ کی بلندی تک سات منزلہ عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس وقت شالم عالم مارکیٹ، ایل۔ڈی۔اے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں کوئی بھی تعمیر، پلازہ 12 یا 14 منزلہ نہ ہے۔ خلاف قانون اور بلا حصول اجازت تعمیرات کے خلاف قانون کے تحت موجودہ وسائل،

مشینری، عملہ مسماری کو بروئے کار لاتے ہوئے بلاامتیاز کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ایسی تمام تعمیرات کے خلاف اتھارٹی میں تعین سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان بھیجے جاتے ہیں تاکہ مالکان تعمیر کنندگان کے خلاف عدالتی کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔شاہ عالم مارکیٹ میں وقتاً فوقتاً سروے کروایا جاتا ہے۔

جہاں تک پارکنگ کا مسئلہ ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ شاہ عالم مارکیٹ چونکہ باقاعدہ طور پر کمرشل ایریا ہے اور ایل ڈی اے بلڈنگ ریگولیشن کے تحت ایسی مارکیٹ میں ہر بلڈنگ کے لئے الگ سے پارکنگ چھوڑنا ضروری ہے۔پرانی عمارتوں کے نیچے تہہ خانے کی تعمیر کے خلاف اتھارٹی قانونی کارروائی کرنے کے علاوہ متعلقہ پولیس سٹیشن میں F.I.R بھی درج کروائی جاتی ہے۔شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شاید وزیر صاحب کو محکمہ نے صحیح جواب فراہم نہیں کیا۔جیسا جواب ان کو لکھ کر دیا گیا ویسے ہی انھوں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔شاہ عالم مارکیٹ میں 12 سے 14 منزلہ عمارات بغیر پاس کروائے نقشہ بھی بن رہی ہیں۔حاجی حنیف صاحب جنھوں نے ابھی حال ہی میں ان کی پارٹی (ق) لیگ join کی ہے ان کا 12 منزلہ پلازہ بھی شاہ عالم مارکیٹ میں موجود ہے۔آپ اس پر کوئی کمیٹی بنا دیں اور سروے کروا کر دیکھ لیں کہ شالم عالم مارکیٹ میں اس وقت کیا پوزیشن ہے۔میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ حقائق سے بالکل ہٹ کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اگر کوئی ایسی بات ہے تو مہربانی کر کے محترمہ وہ میرے نوٹس میں لائیں تاکہ ہم اس بارے میں action لے سکیں۔ایسی کوئی بات میرے نوٹس میں بالکل نہیں ہے کہ جس میں نقشہ پاس نہ ہوا ہو اور عمارت بنا دی گئی ہو۔محترمہ کے علم میں ہے تو وہ مجھے بتائیں میں بھرپور action لوں گا اور انشاءاللہ تعالیٰ ان کو مطمئن کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! He is ready to help اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ ان سے مل لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار لانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ معاملہ حکومت، محکمہ کے نوٹس میں آ جائے۔میں نے تحریک دے دی ہے اب یہ ان کے محکمہ کا کام ہے کہ وہ اس بارے میں باقاعدہ سروے یا انکوائری کروائیں کہ حقائق کیا ہیں؟ آج سے ڈیڑھ سال پہلے میں

نے وزیر موصوف کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کروائی تھی کہ فردوس مارکیٹ کے رہائشی علاقہ میں ایک غیر قانونی پلازہ بنایا جا رہا ہے جس پر مجھے باقاعدہ دھمکیاں بھی دی گئیں کہ آپ اس بابت بات نہ کریں۔ میں یہ سب کچھ ان کے نوٹس میں لائی، ایک اخبار کے فورم پر بھی میں نے اسے highlight کیا لیکن اس جانب کوئی توجہ نہ دی گئی اب وہ پلازہ بن چکا ہے، وہاں پر ٹریفک کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہو چکے ہیں اس کے باوجود محکمہ بالکل خاموش ہے۔ یہ تو اس محکمہ کی کارکردگی اور حالت ہے۔ میرا مقصد تحریک التوائے کار کے ذریعے ان کے محکمہ کو alert کرنا تھا کہ یہ ایک غلط کام ہو رہا ہے اس بات کا نوٹس لیا جائے so میں نے اپنا یہ فرض پورا کر دیا ہے۔ اب آگے کیا کرنا ہے یہ ان کے محکمہ کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وزیر ہاؤسنگ کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں انکوائری کروائیں اور ایک ہفتہ کے اندر مکمل رپورٹ پیش کریں اور mover کو بھی اس سے آگاہ کریں۔ In the meantime it is being disposed of.

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میری درخواست یہ ہے کہ اس حالیہ زلزلہ کے بعد بھی اگر ہم نے اپنے Building Laws کو دوبارہ review نہ کیا تو بہت زیادہ نقصان ہونے کا احتمال ہے۔ جس طرح کی عمارتیں بن رہی ہیں، ہمارے بلڈنگ انسپکٹرز کی پانچ پانچ ہزار روپے تنخواہ ہے جبکہ یہ سب کے سب کروڑ پتی ہیں۔ لاہور کے اندر جو ایل۔ ڈی۔ اے کے بلڈنگ انسپکٹرز ہیں یہ کروڑ پتی بن چکے ہیں۔ اگر یہ اسی طرح پیسے لے کر بلڈنگیں بنواتے رہے تو پھر خدانخواستہ یہ آفت لاہور پر بھی نازل ہو سکتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ building by-laws کو seriously لیں اور پورے لاہور اور باقی شہروں کے بھی نئے by-laws بنانے چاہئیں۔ یہ ان کی بڑی اہم ذمہ داری ہے لہذا میری محترمہ بہن نے جو توجہ دلائی ہے اس کو اس حوالے سے بھی لیں کہ پورے صوبے کے اندر نئے سرے سے building by-laws بنائے جائیں۔ خدارا! بلڈنگ انسپکٹروں کے چنگل سے نکالیں ان کو تو پیسے دے کر جو چاہیں وہاں بنا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب! آپ اس کو note کر لیں this is a very important issue after the earthquake آپ نے اسے دیکھنا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 676 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سمیع اللہ خان، محترمہ فائزہ احمد۔ بی بی! پلیز move کریں۔

چاہ میراں لاہور میں ناقص سیوریج نظام کی وجہ سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "جنگ" مورخہ 25۔ اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق چاہ میراں میں ناقص سیوریج نظام کی وجہ سے گٹر ابلنے سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ یونین کونسل نمبر 22 چاہ میراں کا علاقہ اور خاص طور پر گلی نمبر 40 کے گٹر خراب پڑے ہیں جس سے گندہ پانی جوہڑ کا منظر پیش کر رہا ہے جس سے بچوں، بوڑھوں اور بالخصوص خواتین کو مشکلات در پیش ہیں۔ بیشتر مکانات نیچے ہیں جس کی وجہ سے پانی گھروں میں داخل ہو رہا ہے اور مکانات کی دیواریں منہدم ہونے کا خدشہ ہے۔ نیز بچوں کو سکول جانے میں بھی بہت دشواری پیش آ رہی ہے۔ محکمہ واسا کی عدم دلچسپی کی خبر کی اشاعت سے عوام میں اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کی بنیاد ایک اخباری خبر کو بنایا گیا ہے۔ مورخہ 25۔ اکتوبر کو اخبار میں ایک خبر چھپی اور اس کو بنیاد بنا کر انھوں نے تحریک التوائے کار دی۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 29۔ اکتوبر کو روزنامہ "خبریں" میں اسی خبر کی تردید بھی کی گئی ہے اور ضلعی ناظم میاں عامر محمود کا شکریہ بھی ادا کیا گیا ہے کہ انھوں نے اس سیوریج سسٹم کو ٹھیک کروا دیا ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جب اخبار میں یہ خبر آئی تو محکمے نے کارروائی کی اور وہاں کے مکینوں نے باقاعدہ ناظم کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اب یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ محترمہ اپنی تحریک پریس نہیں فرمائیں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر تحریک پیش کی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ مسئلہ وہاں exist کرتا تھا؟ اگر یہ exist کرتا تھا اور تحریک کے بعد حل ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے میں پریس نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے آپ نے اخبار پڑھ کر یہ تحریک دی انھوں نے بھی اخبار پڑھ کر عمل کر دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے اس پر عمل کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، درست ہے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وہاں تو اخبار پڑھ کر عمل کر دیا گیا ہے۔ کاش! ساؤنڈ سسٹم کو بھی ٹھیک کروادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو جلدی اس کی خوشخبری دی جارہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پتا نہیں یہ جلدی کب ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت جلدی within a few days

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک عام سی quotation ہے کہ:

> King is a person whose words are more effective than his whit; if he uses the whit then he is not a King then he is a bloody well sized.

جناب ڈپٹی سپیکر: anyhow اگلی تحریک التوائے کار نمبر 679 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تحریک out of turn لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ حاجی محمد اعجاز اور ملک اصغر علی قیصر تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک التوائے کار نمبر 679 dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 680 چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر!

لاہور میں قائم ٹینٹ فیکٹری کی جانب سے الخدمت فاؤنڈیشن کو زلزلہ متاثرین کے لئے ناقص ٹینٹوں کی فراہمی

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ شاہدرہ نے علاقہ کی ایک ٹینٹ بنانے والی فیکٹری سے آرڈر پر منہ مانگی قیمت ادا کر کے خیمے تیار کرائے اور فیکٹری بند ان پیکٹوں کو متاثرین زلزلہ میں متعلقہ علاقہ میں جا کر تقسیم کر دیا۔ جس دن یہ خیمے تقسیم کئے گئے اسی دن اس علاقہ میں ساری رات بارش ہوتی رہی۔ کیونکہ یہ خیمے عام کپڑے کے بنے ہوئے تھے اور ان میں دیگر میٹریل بھی ناقص استعمال کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان خیموں میں رہائش اختیار کرنے والے بے چارے متاثرین زلزلہ نہ صرف رات بھر بھیگتے رہے بلکہ ان کی اشیائے خورد و نوش اور دیگر سامان بھی تباہ ہو گیا۔ حکومت پنجاب کے متعلقہ محکمہ اور افسران/اہلکاران کو اس بارے میں شکایت کرنے کے باوجود اس فیکٹری اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! چونکہ اس وقت متعلقہ وزیر نہیں ہیں لہذا میری درخواست ہے کہ اسے pending کر دیا جائے جب وہ آئیں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک 21 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 682 حاجی محمد اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور اصغر علی قیصر۔

ضلعی انتظامیہ اور مارکیٹ کمیٹی لاہور کی غفلت اور لاپروائی کے باعث اتوار بازاروں میں غیر معیاری اور مضر صحت پھلوں و سبزیوں کی فروخت

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں ضلعی انتظامیہ اور

مارکیٹ کمیٹی لاہور کی غفلت کے باعث اتوار بازاروں، سستے رمضان بازاروں کے علاوہ عام مارکیٹوں اور صوبائی دارالحکومت کی بڑی سبزی پھل منڈیوں میں غیر معیاری اور کیمیکل سے کلر زدہ سبزیوں کی دھڑلے سے فروخت کی جارہی ہے۔اس وقت کوٹ لکھپت سبزی منڈی سمیت تمام بڑی مارکیٹوں میں غیر معیاری ادرک، لہسن، مٹر، پھلوں سمیت دیگر سبزیاں عام دکاندار چھیل کر فروخت کر رہے ہیں۔ادرک کو ٹاٹری سے دھو کر فروخت کیا جارہا ہے جبکہ چھلی ہوئی لہسن، مٹر اور پھلیاں زائد المیعاد ہو چکی ہوتی ہیں جن کو دکاندار باقاعدہ رنگ دے کر عام سبزی کی موجودہ قیمت سے آدھی قیمت پر فروخت کرتے ہیں تو گاہک فوراً متوجہ ہو جاتا ہے۔ مگر جب گھر جا کر مذکورہ سبزی کو استعمال میں لایا جاتا ہے تو وہ خاتون خانہ کی محنت کے ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ صارف کو دہرا نقصان اٹھانا پڑتا ہے جبکہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں ناجائز منافع خوری کو روکنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں منڈیوں میں زرعی اجناس اور پھل و سبزیوں کی نیلامی کی نگرانی کرتی ہیں۔ تھوک اور پرچون کے نرخ روزانہ کی نیلامی کی بنیاد پر مقرر کئے جاتے ہیں اور تمام دکاندار مارکیٹ کمیٹی سے ریٹ لسٹ حاصل کرتے ہیں۔ بازاروں میں نرخوں کی چیکنگ ضلعی حکومت کرتی ہے اور منافع خوروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔جہاں تک چھلی ہوئی اور رنگ لگی ہوئی سبزیوں اور پھلوں کی فروخت کا تعلق ہے۔ پنجاب کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں خصوصی طور پر ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی ہائے لاہور کوٹ لکھپت، ملتان روڈ اور سنگھ پورہ کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ چھلے ہوئے لہسن، ادرک، مٹر اور ناقص پھل اور سبزیوں کی اتوار بازار اور سبزی و پھل منڈیوں میں فروخت کی اجازت نہ دیں اور ان کے خلاف باضابطہ کارروائی کریں۔مزید رنگ لگائی سبزیوں اور پھلوں کو پھل منڈی اور اتوار بازاروں میں فروخت کرنے پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے اور ان پر سختی سے عملدرآمد کرایا جارہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو انھوں نے point out کیا ہے آپ اس بارے میں notice دیں۔ جہاں یہ فروخت کی جارہی ہیں وہاں آپ notice دیں اور کسی کو depute کریں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! اس میں there is no specific place کہ جہاں پر ہو اگر کوئی اس قسم کی حرکت کرنے کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف پوری محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! شاید وزیر موصوف کبھی بازاروں میں نہیں گئے۔ جہاں سبزی یا دوسری خورد ونوش کی دکانیں ہوتی ہیں وہاں یہ کم ہی جاتے ہوں گے۔ میرے ذاتی مشاہدے میں یہ بات ہے کہ جتنا کسی کا دل کرتا ہے وہ اتنی قیمت لگا لیتا ہے چاہے وہ پھل ہوں یا سبزیاں۔ اب بازار میں آلو 26 سے 30 روپے کلو تک بک رہے ہیں۔ دوسری سبزیاں بھی بڑی مہنگی ہیں اور ان میں سے بھی کئی باسی ہوتی ہیں۔ میں نے گوجرانوالہ کے اتوار بازاروں میں اپنے حلقہ نیابت میں دیکھا ہے کہ وہاں پر ادرک چھیلا ہوا بھی بکتا ہے۔ کبھی بھی مارکیٹ کمیٹی کے انسپکٹر موقع پر نہیں جاتے وہ دکانداروں کے ساتھ fit ضرور ہو جاتے ہیں اور ان سے پیسے لے لیتے ہیں لیکن موقع پر جا کر کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر موصوف سے رابطہ کریں اور ان پر چھاپہ لگوائیں۔

چودھری زاہد پرویز: وزیر موصوف کو لاہور سے گوجرانوالہ لے کر جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان سے رابطہ کر کے ان پر چھاپہ لگوائیں۔

چودھری زاہد پرویز: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن اس کو پریس نہیں کرتے تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پلیز پہلے مجھے عرض کر لینے دیں۔

جناب نجف عباس سیال: آپ فرمائیں!

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین!

وائس چانسلر کی پنجاب یونیورسٹی ہاؤسنگ سوسائٹی کے شیئرز کی فروخت میں بے ضابطگی

SHEIKH ALLAUDDIN: I move:

That the proceeding of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. According to a news item published in daily "Dawn" dated 15 November 2005, I raise a specific question of urgent public importance to the effect that Punjab University Vice Chancellor Lt.General (Rtd) Arshad Mehmood enjoys Controlling Authority over the affairs of the new Punjab University Employees Housing Society, as he owns 91 percent shares in the Company registered under the Companies Ordinance, 1984. Mr Mehmood has been issued 100 shares out of a total of 110 subscribed shares of the society as an individual and not in his capacity as the Vice Chancellor of the Punjab University. In fact instead of allotting 91 percent shares to an individual, these should have been issued to the Vice Chancellor's Office. So that, in case Mr Mehmood vacates the Vice Chancellor's Office, he may not still be enjoying the ownership of society due to the fact that he holds 91 percent of the shares of the company. The discriminative treatment with Vice Chancellor due to his influence has created resentment among the

people in general and the teachers in particular for not getting the society registered under the cooperative laws and allotting cent percent shares to the Vice Chancellor. Therefore, my motion be declared in order for discussion in the House.

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ 1974 کے کمپنی آرڈیننس میں---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ .Let me first allow وزیر موصوف تو اس کے بارے میں کچھ بتائیں گے لیکن ابھی فی الحال تو میں نے اس کی اجازت بھی نہیں دی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں میری دو گزارشات ہیں ایک تو یہ آج ہی موصول ہوئی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی اسمبلی سیکرٹریٹ سے غلطی ہو گئی ہے کہ چیک کر لیں کہ This pertains to Co-operative Department اور یہ جواب کے لئے ہاؤسنگ کو بھیج دی گئی۔ اس سے مزید delay ہو جائے گی یہ آپ درستی فرمالیں کیونکہ یہ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے اس کا جواب آ جائے گا تو پھر اس پر بات کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہے کہ 1984 کا آرڈیننس جس کے تحت یہ رجسٹرڈ ہوئی ہے وہ کمپنی لاء ہے اس میں 29 profit and loss shares کے تحت دینا پڑتا ہے۔ یہ ایک benificial for the employee تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے اس کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے پاس جانے دیں اس کا جواب آ جائے اس کے بعد پھر اس کو take up کر لیتے ہیں۔ اس کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کو refer کر دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ چونکہ محکمہ کوآپریٹو سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ پنجاب یونیورسٹی کا ہے اور بہت حساس مسئلہ ہے۔ جو کچھ شیخ صاحب نے فرمایا ہے یہ بالکل درست بات ہے۔ یہ تو ٹیچرز کی ہاؤسنگ سوسائٹی تھی اس کے لئے زمین خریدی گئی بجائے اس کے کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوآپریٹو سوسائٹی ہے یا نہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں، جناب! یہ کوآپریٹو سوسائٹی کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہوئی۔

(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! کمپنی ایکٹ میرے سامنے لائیں یہ کمپنی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کیسے ہو گئی۔ پھر یہ معاملہ کہاں جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر یہ سوسائٹی کس محکمے میں آتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ لمیٹڈ کمپنی کیسے ہو گئی۔ 1974 کا جو آرڈیننس ہے جس کے تحت ہم لمیٹڈ کمپنی چلاتے ہیں اس کا کیا تعلق ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بنیادی طور پر معاملہ سارا پنجاب یونیورسٹی سے متعلقہ ہے۔ اس کی ایک کاپی ہائر ایجوکیشن کو بھی بھیج دیتے ہیں ان سے بھی جواب لے لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دونوں محکموں سے جواب منگوا لیں۔ ہائر ایجوکیشن سے بھی منگوا لیں اور کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے بھی جواب منگوا لیں اس کے بعد پھر دیکھا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں سکیورٹی ایکسچینج کمیشن سے سوال پوچھنا چاہئے کہ یہ کس طریقے سے کمپنی آرڈیننس 1984 کے تحت رجسٹرڈ ہوئی ہے۔ وہ کمپنی آرڈیننس لمیٹڈ کمپنیوں اور profit and loss کو deal purely کرتا ہے۔ یہ اس میں کیسے آ گئی۔ یہ ایک بنیادی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن جن ڈیپارٹمنٹس سے اس کا تعلق ہے ان سے رپورٹ منگوا لیں اگر سکیورٹی ہے، کوآپریٹو ہے، ایجوکیشن ہے جتنے بھی متعلقہ محکمے ہیں ان سب سے رپورٹ مانگ لیں۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ نجف سیال صاحب۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس تحریک التوائے کار کو آپ نے pending کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ کے بعد آپ پھر اسے re-initiate کریں۔ Let the reply come اس کے بعد پھر دوبارہ initiate کیجئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ pending ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وہی کہہ رہا ہوں پھر دوبارہ آپ کو پیش کرنا پڑے گی۔

شیخ علاؤالدین: مائی لارڈ! آپ نے اسے pending کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کہا ہے کہ رپورٹ آ جائے اس کے بعد پھر اس کو take up کریں گے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ pending کرنے کی آپ نے اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اجازت تو دے رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ آپ کو put up کرنا ہوگی۔ جناب نجف عباس سیال صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر میں نہایت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: عرض یہ ہے کہ میں اپنی بات بابا غلام فرید کی اس رباعی سے کرنا چاہتا ہوں کہ:

عشق نہیں اے بھاۓ غضب دی
ایویں بھل چک وچ ونج پائی آں
سڑ بھج گئی آں
شرم حیادا چولا چادر تے تھی گیا دھیاں دھیاں
پریار فریدا جیہ جئیں ہاں تے جیہی ہاں تیرے در تے پئی آں
پر سڑ بھج گئی آں۔

جناب! پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہن تساں ساڈے در تے پے او۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں نے تو دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ "جیہ جئیں ہاں تے جئیں ہاں تیرے در تے پئی آں پر سڑ بھج گئی آں"

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل جناب اساکوں تہاڈے نال پیار اے، ہمدردی اے اگے چلو۔

گندم کے گوداموں میں سٹاک شدہ گندم میں موسمی اثرات سے وزن میں اضافہ کی جانچ پڑتال کے لئے کمیٹی بنانے کا مطالبہ

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ نہایت ہی ایک اہم مسئلہ تھا اگر میں اس کو لیٹ کرتا تو اس پر گورنمنٹ کا بھی نقصان ہوتا۔ آج میرے نہایت قابل احترام وزیر خوراک یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن جو چیز میرے علم میں آئی ہے میرے محترم سینئر وزیر راجہ بشارت صاحب تشریف فرما ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہتر تے ہا کہ وزیر خوراک صاحب ہوون ہا۔

جناب نجف عباس سیال: جی، جناب! عرض یہ ہے اور میں یہ چاہوں گا جناب شفیق صاحب ماشاء اللہ ہمارے نہایت ایماندار وزیر ہیں، ہمارے بھائی ہیں ان سے ہمارا جھگڑا بھی ہوا لیکن ہم نے ان کو تسلیم کروایا کہ بھرتی غلط ہوئی تھی۔ اس معاملے میں، میں نہیں جانا چاہتا لیکن محکمہ خوراک کا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں 99 فیصد زراعت پیشہ دوست بیٹھے ہیں۔ جب گندم کی کٹائی ہوتی ہے اس کے بعد گندم کو گوداموں میں سٹور کر دیا جاتا ہے۔ گوداموں میں رکھنے کے بعد اس کی جب ترسیل ہوتی ہے جس میں کوئٹہ شامل ہے، پشاور شامل ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔ جناب بھی زراعت سے وابستہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سن رہے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! میرا جو rhythm ہے وہ ٹوٹ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

معزز اراکین: آپ rhythm جاری رکھیں۔

جناب نجف عباس سیال: عرض یہ ہے کہ تال آپ بجائیں گے تو میں rhythm سناؤں گا۔ وہ تو نوابوں کی عادت ہے ہماری نہیں۔ (قہقہے)

جناب والا! جب گندم purchase کی جاتی ہے تو storage ہو جاتی ہے۔ جب نئی بجائی کا سیزن شروع ہوتا ہے اس وقت گندم کو آگے مختلف اضلاع میں بارانی ایریاز میں، فرنٹیئر اور کوئٹہ میں

ترسیل کیا جاتا ہے۔ جب اگست اور ستمبر جیسے ساون اور بھادوں کا موسم کہتے ہیں۔ ہر بوری جو تقریباً سو کلو کی ہوتی ہے اس کا ایک کلو وزن بڑھ جاتا ہے۔ میں ایک نہایت اہم مسئلے کی جانب وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اب میں مثال دیتا ہوں کہ جھنگ میں ایک میرا سنٹر گڑھ مہاراجہ ہے اس میں 4 لاکھ بوری خرید کی گئی ہے۔ اب اس 4 لاکھ بوری میں 4 ہزار من وہ گندم access ہے۔ میں floor پر جو بات کروں گا اگر اسے کوئی جھوٹا ثابت کر دے، صرف 1 percent chance ہوتا ہے تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن 99.90 فیصد جو بات کہوں گا حقائق اور بعد از تحقیق کہوں گا۔ وہ جو 4 ہزار کلو بنتا ہے اس کی ایک ہزار بوری بنتی ہے اور ایک ہزار بوری کی قیمت 10 لاکھ ہے اور میں کیلکولیٹر بھی ساتھ لے کر آیا ہوں۔ میرے جھنگ میں 18 سنٹر ہیں، 18 کو ضرب لگائیں تو صرف جھنگ میں ایک کروڑ اور 80 لاکھ کی گندم ہے جو کہ محکمہ فوڈ off the record بیچتا ہے۔ اگر آپ 34 اضلاع کی average لگائیں تو یہ 61 کروڑ اور 20 لاکھ روپے بنتے ہیں جو گندم access ہے اور یہ فلور ملز کو off the record بھی جاتی ہے اور فروخت بھی کی جاتی ہے۔ میری humble submission یہ ہے کہ ڈاکٹر شفیق چودھری کی سربراہی میں کل سے ہی یہ کمیٹی بنائی جائے اور یہ 61 کروڑ اور 20 لاکھ زلزلہ زدگان کی امداد میں دیا جائے۔ ایک مہینے کے اندر اندر اگر یہ نہ کیا گیا تو یہ انکم ضائع ہو جائے گی۔ میری یہ humble submission ہے کہ وزیر قانون صاحب آج سے ہی یہ آرڈر فرمائیں اور یہ کمیٹی بنائیں۔ ہر بوری میں ایک کلو اور ہر گودام میں 4 ہزار من گندم access ہوتی ہے اگر 62 کروڑ کسی زلزلہ زدگان کی امداد میں چلا جائے تو اس معاملے کو اگر آپ اہم نہیں سمجھتے تو پھر اللہ ہی مالک ہے۔ 61 کروڑ اور 20 لاکھ، یہ 70 کروڑ تو ہو سکتا ہے لیکن 60 نہیں ہوگا۔ یہ آپ کا اور میرا وعدہ ہے یا جناب وزیر قانون فوری طور پر ہر ایم پی اے کو یہ اجازت دیں کہ وہ اپنے گودام check کریں اور اپنا نمائندہ بٹھا کر ساتھ ساتھ ہر weight کی deduction کرتے جائیں اور اس گندم کو علیحدہ کرتے جائیں۔ شکریہ

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ بھول گئے ہیں کہ وہ زمین دار کا گلہ گھونٹ کر ایک کلو تو extra تولتے ہیں۔ ایک کلو تو وہ فالتو ہوتی ہے اور ایک کلو ان کی ہے۔ ان کی تو مجھے نہیں پتا، ہے یا نہیں ہے لیکن زمیندار کا ایک کلو زیادہ تولتے ہیں۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ (قطع کلامیاں)

سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ میں Chair کو مخاطب کر رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں Do't interrupt me. آپ تشریف رکھیں۔ میں سپیکر صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ ایک کلو کی تو genuine بات ہے، ایک کلو تو وہ ویسے ہی زیادہ تولتے ہیں۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے آپ جہاں مرضی جا کر check کر لیں۔ ایک کلو کی نمی ہے تو وہ ختم ہو گئی ہو گی۔ اب آپ کو ایک کلو زیادہ بوری مل سکتی ہے۔ پنجاب کے تمام سٹورز میں آپ کو ایک کلو زیادہ تلی ہوئی بوری ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ بنیادی طور پر میرا ایک ایسے علاقے سے تعلق ہے کہ جہاں گندم وافر پیدا نہیں ہوتی اس لئے گندم کی خرید اور فروخت کے معاملے میں ضلع راولپنڈی کو کمی کا ضلع کہا جاتا ہے اس لئے مجھے technicalities کا تو پتا نہیں کہ اس میں کتنا moisturise رکھا جاتا ہے لیکن میں اتنی بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جن خدشات کا میرے بھائی نے ذکر کیا ہے وہ کافی حد تک درست نہیں ہیں اس لئے باقاعدہ moisturiser کا factor رکھا جاتا ہے اور بعد میں جب موسم dry ہوتا ہے تو اتنی ہی گندم خشک بھی ہو جاتی ہے۔ دونوں موسموں میں اس چیز کا خیال رکھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے میں اپنے بھائی سے استدعا کروں گا کہ انہوں نے ایک انتہائی valid point اٹھایا۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس کو کل کے لئے pending فرمائیں۔ I will request Minister Food. کہ وہ تشریف لائیں اور اس پر statement دیں تاکہ یہ ابہام دور ہو سکے۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی suggestion بالکل صحیح ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جب تک وزیر خوراک صاحب موجود نہ ہوں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ moisture جس وقت اپنی اصلیت میں آتا ہے، پھر جب وہ پھولتا ہے تو واپس نہیں جاتا۔ میرا ایک پوائنٹ یہ ہے اور دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ میں نے اپنے سنٹر گڑھ مہاراجہ کی بات کی ہے اگر میں اس میں سے 8 سے 10 لاکھ روپیہ گورنمنٹ کو نہ دے سکا تو میں اپنی جیب سے ادا کروں گا۔

سرکاری کارروائی

زلزلہ پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر discussion on earthquake ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی! آپ نے بات کرنی ہے تو پہلے کر لیں۔ What you want to say?

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ ابھی پنجاب یونیورسٹی کی کمپنی ایکٹ کی بات ہو رہی تھی، یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ میں آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let their reports come اس کے بعد ہو گا۔ Lets not issue now. لاء منسٹر صاحب! آپ نے earthquake کے بارے میں policy statement دینی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ آج سے تین چار دن پہلے اس پر بڑی تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے policy statement آ چکی تھی۔ اس کے بعد معزز اراکین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن وقت کی کمی کے باعث بعض دوستوں کا خیال یہ تھا کہ مزید دوستوں کو موقع دینا چاہئے کہ وہ بات کریں تو میرے خیال میں باقی دوست بات کر لیں۔ میں آخر میں ان کی تجاویز کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو چونکہ آج جمعۃ المبارک بھی ہے تو کیا آپ نماز جمعہ کے بعد بیٹھنے کے لئے تیار ہیں؟ (No, No) اگر آپ نے اس issue پر بحث کرنی ہے تو پھر ایک گھنٹے میں کیا بحث ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کل ارشد بگو صاحب نے فرمایا تھا تو میں نے اسی خطرے کے پیش نظر یہ کہا تھا کہ ہم Monday کا دن بھی اس کے لئے رکھنے کے لئے تیار ہیں اور already ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو Monday کے لئے بھی آگاہ کر دیا ہے تو اگر آج ابھی اس کو شروع کر لیں اور دو تین معزز ارکان اپنے خیالات کا ساڑھے بارہ بجے تک اظہار کر لیں۔ ساڑھے بارہ break کر دیں اور باقی Monday کو take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر ڈے والے دن ہمارے فاضل رکن شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک اہم قرارداد پیش کی تھی اور Chair کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ Minister for Finance خود یہ قرارداد پیش کریں گے۔ آج چونکہ Minister for Finance تشریف رکھتے ہیں اور یہ کاروباری طبقے کا مسئلہ ہے۔ کاروباری لوگ اور عام افراد جو بنک میں اپنے پیسے رکھتے ہیں اور اپنے ہی پیسے نکلوانے پر 25 ہزار سے زائد کے چیک پر انہیں لوٹا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج صبح محکمہ فنانس سے متعلقہ سوالات تھے آپ اس دوران بات کر لیتے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! Minister for Finance تشریف رکھتے ہیں۔ آج نہیں تو کل لے آئیں یا پرسوں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فنانس منسٹر!

وزیر خزانہ: میں معزز ممبر کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے پرائیویٹ ممبرز ڈے والے دن ایک قرارداد move کی تھی تو جس طرح محترم احسان اللہ وقاص نے نشاندہی کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر شیخ علاؤالدین صاحب اور ہم jointly ایک قرارداد لے آئیں گے۔ میں نے اس روز بھی یہ یقین دہانی کرائی تھی اور اب بھی گزارش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

The First Speaker on my list is Mr. Arshad Mehmood Baggu!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! زلزلہ زدگان کے حوالے سے اس پر پہلے بہت بحث ہو چکی ہے اب میں کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں جو میں نے وہاں پر personal visit کر کے observe کی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس سلسلے میں بہتر طور پر organize کرے۔ ہم نے جب مظفر آباد کا دورہ کیا تو وہ 7 لاکھ آبادی کا شہر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! آپ مائیک کو استعمال کریں تاکہ ناظم حسین شاہ صاحب کو آپ کی آواز صاف سنائی دے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مظفر آباد سات لاکھ آبادی کا شہر ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! مائیک میں بات کریں تاکہ ناظم شاہ صاحب کو آواز سنائی دے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی رس بھری، سحر انگیز اور جادو بھری آواز بالکل سنائی دیتی ہے مگر میں نے اس لئے کہا ہے کہ یہ مجھ تک محدود نہ رکھ دیں اگر آپ لابی میں کھڑے ہو کر سنیں تو وہاں بالکل clear آواز آتی ہے لیکن House میں صحیح نہیں آتی۔ یہ ایک ٹیکنیکل خرابی ہے کہ لابی میں بالکل صحیح آواز سنائی دیتی ہے اور یہاں پر نہیں سنائی دیتی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں گڑھی حبیب اللہ گیا، بالا کوٹ گیا، راولہ کوٹ گیا، باغ گیا تو میں نے وہاں پر جو دیکھا خصوصی طور پر آپ سے درخواست کروں گا کیونکہ میں حکومت کو تجاویز دینا چاہتا ہوں تو وزیر قانون ذرا توجہ فرمائیں۔

جناب والا! میں نے وہاں پر جو بات محسوس کی ہے اور مجھے جو سب سے بڑی کمزوری نظر آئی وہ Co-ordination کی تھی۔ جب میکسیکو امریکہ میں طوفان آیا تو اس کے باوجود کہ امریکن گورنمنٹ بھی وہاں پر دیر سے پہنچی تو انھوں نے گورنمنٹ کی طرف سے ایک Co-ordinator وہاں پر مقرر کر دیا کہ جو لوگ امداد لے کر وہاں پر جائیں تو وہ Co-ordinator ان کو guide کرے۔ مظفر آباد، باغ، گڑھی حبیب اللہ، راولہ کوٹ میں صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بھی Co-ordinator مقرر نہیں ہے۔ وہاں پر لوگ جو امداد لے کر جا رہے ہیں، اپنے طور پر امداد لے کر گئے ہیں تو ان کو کوئی نظر نہیں آیا تو راستے میں جو لوٹ مار کرنے والے لوگوں کو دے کر وہیں سے وہ واپس آ گئے ہیں۔ ہم گورنمنٹ کو آپ کی وساطت سے یہ تجویز دینا چاہتے ہیں کہ وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے ایک Co-ordinator مقرر ہو کہ اگر کوئی شخص وہاں پر امداد لے کر جاتا ہے تو اس کو proper guide کیا جائے اور اس کو بتایا جائے کہ کن علاقوں کو کس طریقے سے آپ اپنی امداد پہنچائیں۔

جناب سپیکر! آزاد کشمیر میں صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہاں پر نہ کوئی منسٹر ہے، نہ کوئی وزیر اعظم ہے۔ اس وزیر اعظم کی یہ حالت ہے کہ جب باہر سے کوئی آتا ہے تو وہ فوٹو اتروانے کے لئے وہاں پر موجود ہوتے ہیں لیکن عملی طور پر میں خود سول سیکرٹریٹ میں گیا ہوں اور دیکھا ہے کہ عملی طور پر آزاد کشمیر گورنمنٹ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ وہاں پر لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں N.G.O's اور N.G.O's میں بھی سب

سے بڑا ہاتھ الخدمت فاؤنڈیشن کا ہے جو جماعت اسلامی کے تحت ہے اور جماعت اسلامی کا ایک حصہ ہے۔ مظفر آباد میں سب سے بڑا فیلڈ ہسپتال بنا ہے وہ الخدمت ہسپتال ہے جس میں اب تک ساڑھے تین ہزار کے قریب بڑے آپریشن اور تقریباً چار ہزار کے قریب چھوٹے آپریشن کئے ہیں اور وہاں پر جو باہر سے N.G.O's آتی ہیں ان کے ڈاکٹرز اس ہسپتال میں کام کر رہے ہیں کیونکہ وہاں پر سی۔ایم۔ایچ ہسپتال مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے، آزاد کشمیر کا ہسپتال مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست ہے کہ ان لوگوں کو اب اس قسم کی امداد کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ یہاں سے راشن بھجوادیں، آپ ان کو یہاں سے کپڑے بھجوادیں۔ ان کو اب جس چیز کی ضرورت ہے تو وہ یہ ہے کہ حکومت ان کی کوئی مالی امداد کر دے اور جیسے کہتے ہیں کہ ہم ان کو پچیس ہزار روپیہ دیں گے تو ان کو وہ پچیس ہزار روپیہ دے دیا جائے تاکہ وہ اپنے مکانات اور گھر بنانا شروع کر دیں۔ اگر آپ ان کو کھانا دینا شروع کر دیں گے تو وہاں کی یہ روایت ہے کہ ہاتھ پھیلانے میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب گورنمنٹ ان کی کوئی مدد کرنا چاہتی ہے تو یہ کرے کہ وہاں پر آزاد کشمیر گورنمنٹ کی وساطت سے یا N.G.O's کی وساطت سے ان لوگوں کو گھر مہیا کرنے کے لئے کچھ کریں یا ٹین کی چادریں مہیا کی جائیں، لکڑی کے بالے مہیا کئے جائیں تاکہ وہ لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب والا! تیسری بات میں نے وہاں پر یہ محسوس کی ہے کہ ان لوگوں کو beggar نہ بنایا جائے۔ آپ یہ نہ کریں کہ یہاں سے پرانے کپڑے بھیجتے جائیں، راشن بھیجتے جائیں۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ وہاں پر سفید پوش لوگ بھی ہیں جو مانگنا نہیں چاہتے اور امداد لینا نہیں چاہتے۔ ان لوگوں کا ہمیں پیغام تھا کہ اگر حکومت وہاں پر یوٹیلٹی سٹور بنا دے جہاں پر کم قیمت پر ضروریات زندگی فراہم کر دے اس لئے میں حکومت پنجاب سے یہ درخواست کروں گا کہ بجائے اس کے کہ یہ وہاں پر ٹرک بھیجیں۔ اب وہاں پر خیموں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں پر دسمبر یا جنوری میں خیمے بھی کام نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت اس چیز کی جلد از جلد ضرورت ہے کہ ان لوگوں کو گھر کا shelter فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات یہ ہے کہ وہاں پر آرمی بہت اچھا کام کر رہی ہے لیکن آرمی کا کام بڑا سست کام ہے اگر آرمی اعلان کرتی ہے کہ فلاں علاقے میں لوگ بارہ بجے تک پہنچ جائیں اور چار بجے تک ہم ان کو ضروریات زندگی کی چیزیں فراہم کر دیں گے۔ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ

پہنچ جاتے ہیں۔اگر وہاں پر پانچ سو آدمیوں کو امداد دی جاتی ہے تو جب چار بجتے ہیں تو فوجی امداد دینا بند کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہمارا ٹائم ختم ہو گیا ہے اس لئے میری حکومت پنجاب کی وساطت سے وفاقی حکومت سے بھی یہ درخواست ہے کہ وہ اس سلسلے میں آرمی کے کام میں تھوڑی سی تیزی پیدا کرے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش حکومت پنجاب سے خصوصی طور پر یہ ہے کہ ابھی تک حکومت پنجاب نے یہاں پر کوئی ایسی کمیٹی تشکیل نہیں دی کہ جو یہ فیصلہ کر سکے اور تعین کر سکے کہ ہم نے ان کی مدد کس طریقے سے کرنی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ درخواست ہے کہ اس House پر مشتمل کوئی کمیٹی بنا دی جائے جس میں گورنمنٹ کے لوگ بھی موجود ہوں اور اپوزیشن کے لوگ بھی موجود ہوں اور پنجاب کی طرف سے ریلیف کا جو کام ہو رہا ہے اس کے متعلق اس کمیٹی کو بتایا جائے تاکہ بہتر طریقے سے ہم ان لوگوں کی امداد کر سکیں۔ شکریہ

تعزیت

رکن اسمبلی محترمہ شہلا راٹھور کے والد کے انتقال پر دعائے مغفرت

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہماری ممبر صوبائی اسمبلی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کے والد فوت ہو گئے ہیں میری استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سمیع اللہ خان صاحب!

زلزلہ پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آج زلزلے پر بحث اس حوالے سے بہت اہم ہے کہ پنجاب اسمبلی میں دوسری بار یہ موقع آیا ہے۔ پہلی بار اس وقت جب اس زلزلے کا بھی پہلا مرحلہ تھا جب زخمی افراد وہیں پر تھے، لوگ ملبے کے نیچے تھے اور rescue کا کام زیادہ ضروری تھا۔ اب تعمیر نو کہہ لیں، بحالی کا کام کہہ لیں تو اس وقت یہ ایجنڈے پر ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے آج کا دن بہت اہم ہے کہ اس وقت اسلام آباد میں انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس بھی منعقد ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب اسمبلی میں جو بحث ہے اس کا اگر کوئی سب سے اہم پوائنٹ ہو سکتا ہے تو وہ وہی عالمی ڈونرز کانفرنس کے حوالے سے ہے۔ ہم اپوزیشن کی طرف سے اپنے ملک کے اندر جو جمہوری حقوق اور جو آئینی سوالات ہیں اس پر اپنے تمام تر تحفظات اور خدشات کے باوجود عالمی ڈونرز کانفرنس کے شرکاء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں پاکستان کے ان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں کہ جن کے گھر تباہ ہو گئے، جن کے لخت جگر اس حادثے کا شکار ہو گئے، جن کے بھائی بہن اس حادثے میں ہلاک ہو گئے۔ ہم انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس کے شرکاء سے یہ اپیل کریں گے کہ ہمارے آپس میں بے شمار تحفظات کے باوجود اس وقت پاکستان کے ان بہن، بھائیوں کی مدد کو پہنچیں اور وہ مدد کریں جو عالمی قوتوں کا ایک چہرہ ہے کہ جب کوئی تباہی آتی ہے تو وہ دل کھول کر مدد کرتے ہیں لیکن اس میں اگر اس انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس کے نتائج کو دیکھیں، یہ ایک روایت ہے کہ وہ ہو جائے گی۔ جب زلزلہ آیا تو اس کے تین چار دن بعد حکومت کی طرف سے اسی House میں کھڑے ہو کر وزیر قانون نے یہ فرمایا کہ ایک شخص ہے جس کی بدولت کس طرح عالمی امداد کے منہ کھل گئے لیکن شاید وزیر قانون کو پھر خود ہی شرمندگی ہو کہ وہی فرد واحد جس کی وجہ سے ان کا دعویٰ تھا کہ عالمی اداروں نے امداد کے منہ کھول دیئے، وہی شخص کچھ دن بعد کہتا ہے کہ انٹرنیشنل قوتوں کی طرف سے عالمی امداد کا جو response آیا ہے میں اس سے مایوس ہوا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آج انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس ہو رہی ہے اس میں بھی یہ ہو گا کہ حکومت کہے گی کہ بہت اچھا response ہے اور پھر شاید جب دو چار ماہ بعد وہاں مکان نہ بن سکیں تو پھر سٹیٹمنٹ آئے گی کہ شاید ہم سے کچھ غلطیاں ہو گئیں۔ آج کے اس تاریخی دن کے حوالے سے جب یہ کانفرنس ہو رہی ہے، میں تین نکات کی نشاندہی کروں گا کہ بہت بہتر ہوتا کہ اگر ان تین نکات پر عمل کیا جاتا یا اس کا تجزیہ کیا جاتا تو وہ نتائج جو اس انٹرنیشنل کانفرنس سے حاصل ہونے ہیں وہ زیادہ بہتر حاصل ہو سکتے تھے۔

جناب والا! اس میں میرا پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ اس سارے disaster کی بحالی کے کام کی command اگر ایوان صدر اور جی۔ایچ۔کیو ہیڈ کوارٹر کے ہاتھ میں نہ ہوتی، عملاً پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ عالمی قوتوں کو، عالمی ڈونرز ایجنسیوں کو ہم زیادہ بہتر طریقے سے اپنے مسائل بتا سکتے تھے اور زیادہ attract کر سکتے تھے۔ وزیر اعظم کی وساطت سے پارلیمنٹ کا ایک

نمائشی کردار جس کو ہم بنا رہے ہیں اس کی بجائے اگر حقیقی اتھارٹی، commandاور ابتدائی فیصلے ایوان صدر میں نہ کئے جاتے، وزیر اعظم ہاؤس میں ہوتے، ایوان صدر سے فرمان جاری ہونے کی بجائے وزیر اعظم ہاؤس سے ہوتے، اس کی منظوری کابینہ سے لے کر پارلیمنٹ میں لایا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ساکھ زیادہ بہتر ہوتی اور اس میں اپوزیشن بھی تعاون کرتی لیکن یہ درست ہے کہ اس ملک کی اپوزیشن اس مرحلہ پر ویسے تو اپنا تعاون کر رہی ہے لیکن کسی ایسے نمائشی کردار ادا کرنے کو سمجھتی ہے کہ اس ملک کے عوام کے ساتھ بھی زیادتی ہے اگر ایوان صدر اور آرمی ہیڈکوارٹر کی بجائے پارلیمنٹ کے اندر اس کا مورچہ لگایا جاتا تو ہم اس کانفرنس کے شرکاء کو بہتر انداز سے اپنا پیغام دے سکتے تھے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر اب انٹرنیشنل ڈونرز کے نمائندوں نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ پاکستان دنیا کا شاید واحد ملک ہے جہاں پر عالمی امداد کسی نہ کسی ایشو کے حوالے سے آتی رہی ہے، کبھی افغان جنگ کے حوالے سے، کبھی زلزلہ کی تباہ کاریوں کے حوالے سے عالمی امداد آتی رہی ہے اور پھر وہ دور بھی بد قسمتی سے فوج کا دور تھا کہ فوج جب اس ملک کے اقتدار پر قابض تھی۔ ہم نے افغان جنگ کے گھی کے ڈبے اس ملک کے بازاروں اور پرچون کی دکانوں پر دیکھے۔ افغان جنگ میں مجاہدین کی جیکٹیں اس ملک کی درسگاہوں اور یونیورسٹیوں میں طالبعلموں کو پہنے ہوئے اور بازاروں میں بکتے ہوئے دیکھیں۔ پھر اس امداد کی حالت یہ ہو گئی کہ stinger missileاور دیگر اسلحہ غائب ہو گیا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے معاملات کو چھپانے کے لئے اوجڑی کیمپ کا واقعہ ہوتا ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ انٹرنیشنل ڈونرز جو انٹرنیشنل فورسز ہیں وہ کیا ان تمام حقائق سے جو اوجڑی کیمپ کی شکل میں رونما ہوتے ہیں ان سے آنکھیں بند کرتے ہیں۔ یہ ہماری بھول ہو سکتی ہے وہ کسی وقتی مصلحت کے تحت اپنے فائدے کے تحت اپنی آنکھیں بند کر سکتے ہیں، حقائق ان سے پوشیدہ نہیں ہوتے اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی اس ملک پر ایک چیف آف آرمی سٹاف ایوان صدر پر قابض ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انٹرنیشنل ڈونرز کے نمائندوں نے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بالکل واضح طور پر کہا کہ جو فنڈ ہم دیں گے اس پر فوجی طریق کار سے جو آڈٹ ہے اس پر ہم عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں چونکہ پاکستان کی 58سالہ تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر جو آج ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے مراعات لیتے ہیں، میڈیکل بل کے حوالے سے یہاں کوئی ممبر سوال کر کے اسمبلی سیکرٹریٹ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ سمیع خان کا اس سال ہیلتھ کے

حوالے سے کتنا خرچ آیا ہے۔ ہمارا حساب کتاب، ہمارا احتساب اور ہمارا آڈٹ اس ملک کا ہر شہری کر سکتا ہے لیکن ایک روپیہ جو کسی فوجی کی بوٹ پالش پر خرچ ہوتا ہے اس ملک کے کسی ادارے میں جرأت نہیں ہے کہ وہ پوچھ سکے۔ میرا میڈیکل کا بل چیک کیا جا سکتا ہے لیکن ان کے بوٹ پر پالش کی قیمت کا آڈٹ نہ اس ملک کا وزیر اعظم کر سکتا ہے، نہ اس سے پوچھ سکتا ہے۔ اسی لئے انٹرنیشنل ڈونرز کے نمائندوں نے کہا ہمیں فوج کے اس آڈٹ کے طریق کار پر اعتماد نہیں ہے، عالمی طور پر انہوں نے کہا کہ اس کا جو طریق کار ہے اس کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے حوالے کیا جائے، transparent ہو، نمائشی نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی بااختیار کمیٹی اس کو مانیٹر کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سارے احکامات وہاں سے نہ آتے، اس کے حساب کتاب کا طریق کار صاف شفاف ہم نے پہلے طے کر دیا ہوتا تو شاید وہ امداد جس کا آج اعلان ہونے والا ہے، یقین مانیے اس میں کئی گنا زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اب بھی یہ فوج کے اس آڈٹ سے نکال کر جہاں ہم ان کی کسی پائی کا حساب نہیں لے سکتے آج بھی اس کا حساب کتاب آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے حوالے کیا جائے تو اس میں بہت بہتری ہو سکتی ہے، اس میں بہت زیادہ امکان پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ پیسا انہی حق داروں اور انہی متاثرین پر لگے۔

جناب سپیکر! اس انٹرنیشنل کانفرنس کے حوالے سے میری آخری تجویز ہے کہ وقت بیت گیا اور آج کانفرنس ہو رہی ہے لیکن بہت بہتر ہوتا کہ اگر حکومتی سطح پر ہم عالمی اداروں کو یہ پیغام دیتے کہ اس ملک میں ایک ناگہانی آفت آئی ہے، جہاں پاکستانی قوم اپنا ایک ایک روپیہ اکٹھا کر رہی ہے وہاں حکومتی سطح پر اپنے تمام اخراجات جو بے جا ہیں جو ہماری حکومتوں کے اللے تللے ہیں اس میں ہم اعلان کرتے کہ ہم یہ کمی کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس صرف ایک بات کی نشاندہی کروں گا کہ ایوان صدر کا خرچ 90 کروڑ روپے سالانہ ہے۔ کاش! ہم ایوان صدر کی طرف سے یہ اعلان سنتے کہ ہم اس میں کمی کر رہے ہیں، سادگی کو اپنا رہے ہیں لیکن یہاں الٹ ہو رہا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں مقامی ڈیلر شاہ نواز موٹرز ہے اس سے دو بلٹ پروف گاڑیاں جن کی قیمتیں کروڑوں میں ہیں وہ پچھلے ماہ سی۔ایم پول میں آئی ہیں۔ اس میں پہلے ہی چار گاڑیاں بلٹ پروف موجود ہیں۔ اس وقت ایسی کون سی مصیبت تھی کہ دو اور گاڑیاں اور ان ساری گاڑیوں کی قیمت 150 ملین بنتی ہے۔ ہم انٹرنیشنل ڈونرز کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ جہاں پر ہماری حالت یہ ہو کہ اس ملک کے حکمران اپنی حفاظت کے لئے کروڑوں کی گاڑیاں منگوا رہے ہیں، تیس تیس کروڑ کی ایک گاڑی ہے۔ ہم کیا پیغام دے رہے ہیں کہ اس ملک کا غریب تو اپنی دیہاڑی دو سو روپے میں سے پچاس

روپے کسی کیمپ میں جاکر دیتا ہے کہ یہ اس زلزلے تک پہنچادیں لیکن ہماری حکومتوں کا عمل وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کوئی ایک messageایسا نہیں آیا ماسوائے اس کے کہ ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے صاحبان کی تنخواہ کٹ گئی۔ ہم نے بہت اچھا کیا لیکن حکومت کے جو اخراجات تھے، جو مصرف تھے اس پر کمی کا کوئی پیغام نہیں چھوڑا۔ وہ پیغام مجھے نہیں چاہئے تھا وہ پیغام انٹرنیشنل ڈونرز کو چاہئے تھا کہ اس مصیبت کی گھڑی میں جہاں اس ملک کے کروڑوں عوام سادگی سے عید منا رہے ہیں۔ ہم اپنے اخراجات میں کمی کر کے اس سادگی کا پیغام دیتے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ تین اقدامات جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگر یہ کئے جاتے تو میں دعوے اور پورے یقین سے کہتا ہوں کہ جو responseآج آنا ہے اس میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا تھا۔ ان تمام تر تحفظات اور تنقید کے باوجود آخر میں انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس کے شرکاء کو یہ کہوں گا کہ ہمارے تمام تر تحفظات اور خدشات کے باوجود ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس ملک کے حکمرانوں کا قصور ہو سکتا ہے لیکن ان بے گھر لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ دل کھول کر اپنے عطیات کا اعلان کیجئے تاکہ ہم سمجھیں کہ عالمی برادری جو کہتی ہے وہ کرتی بھی ہے۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اجلاس بروز سوموار مورخہ 21-نومبر 2005 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے اور یہ بحث جاری رہے گی۔